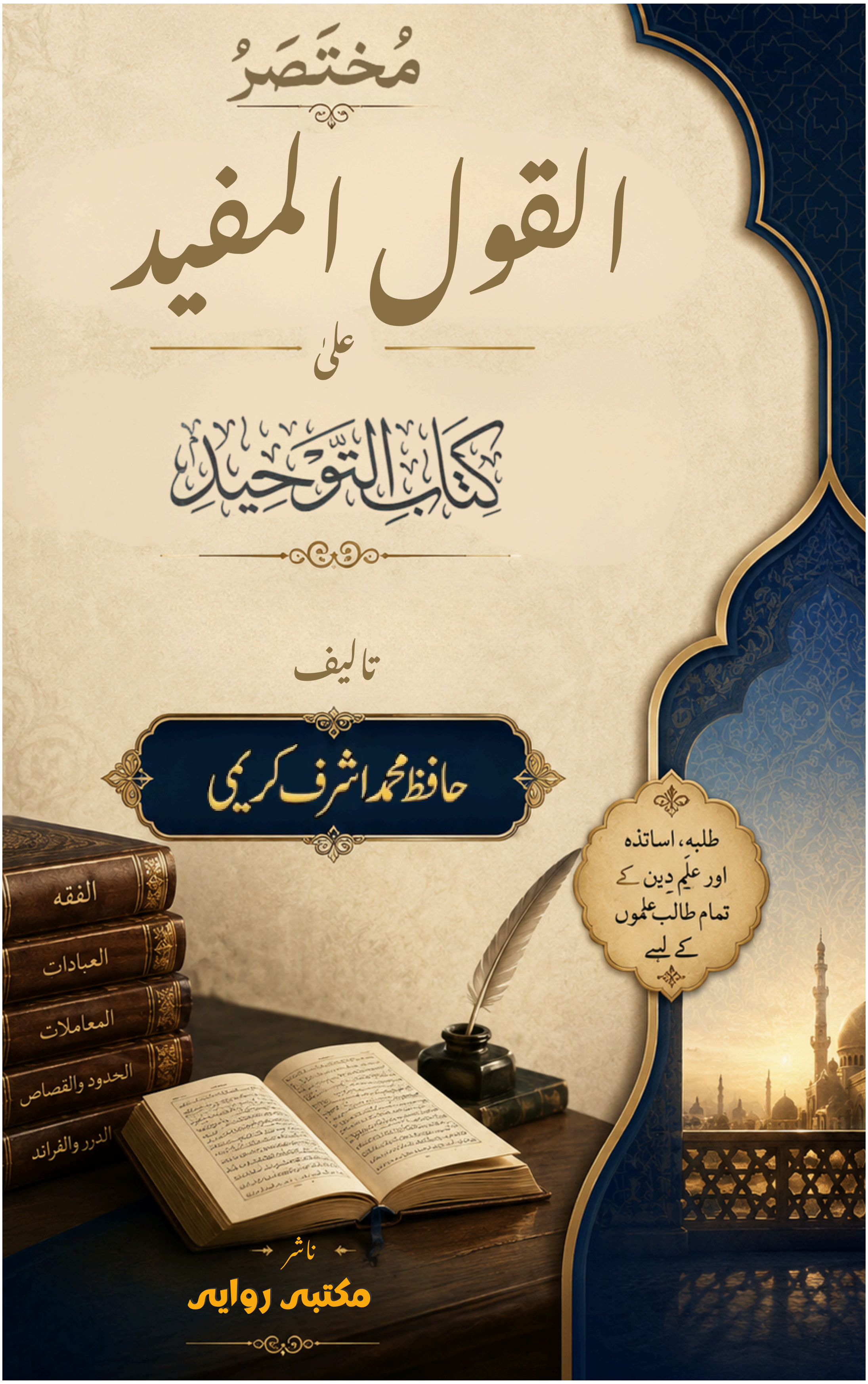

مُختَصَرُ
القول المفید
علیٰ
کتاب التوحید
تالیف
حافظ محمد اشرف کریمی
طلبہ، اساتذہ اور علمِ دین کے تمام طالب علموں کے لیے
الفقه
العبادات
المعاملات
الحدود والقصاص
الدرر والفرائد
ناشر
مکتبہ روایہ

مختصر القول المفید

شرح کتاب التوحید

تالیف

حافظ محمد اشرف کریمی

فہرست

مختصر القول المفيد شرح كتاب التوحید

پیش لفظ:

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، أمّا بعد:

اسلام کی اصل بنیاد اور سب سے عظیم رکن توحید ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا خلاصہ بھی یہی تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور شرک سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ امت کو اسی پیغام کی یاد دہانی کرانے کے لیے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف کتاب التوحید تحریر کی۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ: مختصر تعارف

آپ کا نام محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان التمیمی ہے۔ آپ 1115ھ/1703ء میں نجد (موجودہ سعودی عرب) کے علاقے ''العُیَینہ'' میں پیدا ہوئے۔ آپ قبیلۂ بنی تمیم[1] سے تعلق رکھتے تھے، جو اپنی علمی اور دینی خدمات کی وجہ سے معروف ہے۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور پھر مکہ، مدینہ، بصرہ اوراحساء وغیرہ اور دیگر شہروں میں علم حاصل کیا۔ شیخ رحمہ اللہ کے علمی اسفار اندازاً بیس ہزار کیلومیٹر سے زائد ہیں۔آپ کے اساتذہ میں شیخ ومحدث عبداللہ بن ابراہیم بن سیف نجدی، محدث الحرمین شیخ محمد حیات بن محمد ابراہیم سندھی، محدث و شیخ اسماعیل بن محمد العجلونی الدمشقی، محدث علی افندی بن صادق الداغستانی ثم الدمشقی تھے، شیخ کے مدینہ کے اساتذہ میں یہ چار زیادہ مشہور ہیں۔

آپ نے قرآن و سنت کی روشنی میں مسلمانوں کو توحید خالص کی طرف بلایا اور شرک و بدعات کی بیخ کنی کے لیے ہمہ وقت جدوجہد کی۔ آپ نے واضح کیا کہ دعا، نذر، ذبح اور استعانت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہیں۔

اسی مقصد کے تحت آپ نے کتاب التوحید سمیت کئی اہم علمی کتب تصنیف کیں۔ 1206ھ/1792ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی علمی و اصلاحی کوششوں کے اثرات آج بھی پوری امت میں نمایاں ہیں۔

علمی خدمات:

- کتاب التوحید

---

[1] ۔ صحیح حدیث کی رو سے قیامت تک موجود رہنے والا قبیلہ، یہ لوگ دجال کے مقابلے میں بہت سخت ہوں گے۔

- کشف الشبہات
- الأصول الثلاثۃ
- القواعد الأربع
- مسائل الجاہلیۃ

یہ تمام کتب آج تک اسلامی دنیا میں عقیدۂ توحید کے بنیادی مراجع شمار ہوتی ہیں۔

اثرات:

آپ کی دعوت کے نتیجے میں شرک و بدعات کی بیخ کنی اور خالص توحید کی اشاعت ہوئی۔ بعد کے دور میں سعودی ریاست کے قیام اور پوری امت میں اصلاحی تحریکوں پر اس کا گہرا اثر پڑا۔

کتاب التوحید کا مقصد اور اہمیت

کتاب التوحید کی تالیف کا مقصد یہ تھا کہ:

- مسلمانوں کو خالص توحید کی حقیقت سمجھائی جائے۔
- انہیں شرک کی مختلف صورتوں سے خبردار کیا جائے۔
- عبادت کے تمام اعمال کو صرف اللہ کے لیے خاص کرنے کی تاکید کی جائے۔

یہ کتاب اپنی جامعیت، قرآنی و حدیثی دلائل، اور وضاحت کی وجہ سے امت میں عقیدۂ توحید کا بنیادی ماخذ سمجھی جاتی ہے۔ آج بھی دنیا بھر کے مدارس اور علمی ادارے اسے عقیدہ کی تعلیم میں مرکزی حیثیت دیتے ہیں۔

شرح القول المفید کی اہمیت

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ (متوفی 1421ھ) نے القول المفید علی کتاب التوحید کے نام سے اس کتاب کی نہایت علمی اور مفید شرح تحریر کی۔

اس شرح کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. ہر باب کی وضاحت نہایت سہل اور عام فہم انداز میں کی گئی ہے۔
2. عصر حاضر کی مثالوں کے ذریعے عقیدے کی عملی وضاحت کی گئی ہے۔

3. قرآنی دلائل، احادیث، سلف صالحین کے اقوال اور بصیرت شیخ کو جامع انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔
4. یہ شرح محض علمی نہیں بلکہ تربیتی اور عملی پہلو بھی رکھتی ہے۔
5. مدارس و جامعات میں عقیدہ کے نصاب کے طور پر اسے غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔

اختصار کا مقصد

چونکہ القول المفید ایک طویل شرح ہے، اس لیے اسے مختصر کر کے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ:

- عام قارئین اور طلبہ آسانی سے اس کے مضامین سے مستفید ہو سکیں۔
- دلائل اپنی اصل صورت میں رہیں مگر تشریحات مختصر ہوں۔
- ہر باب کے آخر میں اہمفوائد: ونتائج درج کیے جائیں تاکہ اصل مقصد واضح رہے۔

طریقۂ کار برائے اختصار

1. اصل عبارت کا خلاصہ: شیخ العثیمین رحمہ اللہ کی شرح کو جوں کا توں نقل کرنے کے بجائے اس کے بنیادی نکات کو خلاصہ کی شکل میں پیش کیا گیا ہے تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھے۔
2. دلائل کی تلخیص: قرآنی آیات و احادیث کو اصل متن کے ساتھ رکھا گیا ہے، لیکن ان کی تفصیلی تشریح مختصر کر دی گئی ہے۔
3. غیر ضروری تفصیل حذف: زبان و بلاغت یا فرعی مثالیں حذف کر کے اصل مقصد پر توجہ دی گئی ہے۔
4. فوائد: ہر باب کے آخر میں اہم فوائد: نکات کی شکل میں درج کیے گئے ہیں۔
5. سادہ زبان: اردو مفہوم عام فہم اور واضح انداز میں ہے تاکہ عام قاری بھی سمجھ سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائے، اور ہمیں خالص توحید پر زندگی بسر کرنے کی توفیق کے ساتھ اسی پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

العبد الفقیر إلی ربِّہ الکریم

حافظ محمد اشرف کریمی

لاہور
28-09-2025

متن کتاب التوحید:

وقول الله تعالى: {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالأِنْسَ إِلاَّ لِيَعْبُدُونِ}٢.

وقوله: {وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولاً أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ}٣.

وقوله: {وَقَضَى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلاَّ إِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاهُمَا فَلا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلاً كَرِيماً وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً}٤.

- اس کا کوئی خطبہ/مقدمہ مصنف سے منقول نہیں۔
- "کتاب" یعنی مجموعہ، اور "توحید" یعنی اللہ کو واحد ماننا۔
- شرعاً: اللہ کو ربوبیت، الوہیت اور اسماء و صفات میں یکتا ماننا۔

اقسام توحید

1. **توحید ربوبیت**

- اللہ کو خالق، مالک اور مدبرِ کائنات ماننا۔
- دلیل: ﴿ أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ ﴾ الاعراف: 54، ﴿ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ ﴾ فاطر: 3
- انسان کی تخلیق (مثلاً تصویر بنانا) حقیقی "ایجاد بعد العدم" نہیں۔
- ملکیت غیر اللہ کو بھی دی گئی ہے (﴿ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ﴾)، لیکن یہ محدود ہے۔
- اصل ملکیت صرف اللہ کی ہے: ﴿ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ المؤمنون: 88۔

2. **توحید الوہیت** (یا توحید العبادۃ)

- اللہ کو عبادت میں یکتا ماننا۔
- "عبادت" دو معانی میں:

۱. اللہ کے لیے تذلل (اطاعت و اجتناب)۔

۲. وہ اقوال و افعال جو اللہ کو پسند ہیں۔

- مثال: نماز : اس کا پڑھنا بھی عبادت، اور خود نماز بھی عبادت۔
- دلیل: ﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ ﴾ لقمان: 30، ﴿ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ﴾ البقرة: 21۔

- غیر اللہ کی عبادت (قبروں، فوت شدہ لوگوں کو پکارنا) سراسر باطل اور سفاہت ہے۔
- یہی وہ توحید ہے جس کا سب سے زیادہ انکار کیا گیا۔ اسی کے لیے انبیاء و رسل بھیجے گئے۔
- دلیل: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ ... إِلاَّ نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لا إِلَهَ إِلاَّ أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴾ الانبیاء: 25۔
- حدیث: بعض انبیاء کے ساتھ چند ساتھی، بعض کے ساتھ ایک یا دو، اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ (بخاری، مسلم)۔

فوائد:

1. توحید کی بنیاد تین اقسام پر ہے: ربوبیت، الوہیت، اسماء و صفات۔
2. ربوبیت: اللہ اکیلا خالق، مالک، مدبر ہے۔
3. الوہیت: اللہ ہی عبادت کے لائق ہے، غیر اللہ کی عبادت باطل ہے۔
4. انبیاء کی دعوت کا اصل محور "توحید عبادت" تھا۔
5. اکثریت نے اسی توحید کا انکار کیا اور شرک میں پڑی۔

توحید الاسماء والصفات

1. تعریف:

- اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام اسماء و صفات میں یکتا ماننا۔
- دو پہلو:

۱. اثبات : جو صفات اللہ نے خود اپنے لیے بیان کیں، انہیں ماننا۔
۲. نفي المماثلة : مخلوق سے ان صفات کی مشابہت کا انکار۔

2. انحرافات:

- تعطیل: صفات کا انکار، جیسے یہ کہنا کہ اللہ کے پاس علم، سمع یا بصر نہیں۔
- تمثیل: صفات کو مخلوق جیسا قرار دینا۔
- تحریف: صفات کے نصوص کو ان کے ظاہری معنی سے پھیر دینا، جیسے تاویلِ باطل۔
- تکییف: صفات کی کیفیت بیان کرنا (کہ کیسے ہیں)، جو ناممکن ہے۔

3. اہل السنۃ والجماعۃ کا منہج:

- صفات کو بغیر تحریف، تعطیل، تکییف اور تمثیل کے ماننا۔
- اللہ کی ذات و صفات مخلوق سے کامل طور پر مختلف ہیں۔
- قرآن و سنت ہی اصل معیار ہیں۔

4. اہل کلام کی گمراہی:

- متکلمین صفات میں افراط و تفریط کا شکار ہوئے۔
- ان میں تضاد، تذبذب اور اضطراب پایا جاتا ہے (مثلاً غزالی، رازی کے اعترافات)۔
- سب سے درست اور مطمئن راستہ قرآن کی تعلیمات ہیں:
- اثبات: ﴿ الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى ﴾
- نفي: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ﴾

5. اہم نکتہ:

- اللہ سب سے زیادہ اپنی ذات کو جانتا ہے، سب سے زیادہ سچا بیان اسی کا ہے۔
- اس لیے جو صفات اس نے بیان کیں، انہیں اسی طرح ماننا ضروری ہے تاکہ عبادت بصیرت پر قائم ہو۔

صفاتِ الٰہی میں تکییف اور تمثیل سے اجتناب

1. انسانی عقل کی حد

- انسان اپنی ہی حقیقت اور روح کی کیفیت کا ادراک نہیں کر سکتا، تو اللہ کی صفات کی کیفیت کا جاننا بدرجہ اولیٰ ناممکن ہے۔
- اس لیے "کیسے" اور "کیوں" کے سوالات (تکییف و تعلیل) صفاتِ الٰہی کے باب میں بدعت ہیں۔

2. منہج سلف

- امام مالکؒ نے فرمایا:
- الاستواء معلوم (یعنی اصل معنی سمجھ آتا ہے)

- والکیف مجھول (کیفیت نامعلوم ہے)
- والإیمان بہ واجب (اس پر ایمان لانا فرض ہے)
- والسؤال عنہ بدعة (کیفیت پوچھنا بدعت ہے)

3. زمانۂ حاضر کا شبہہ: حدیث النزول

- اشکال: چونکہ زمین پر رات گردش کرتی ہے، تو "ثلث اخیر" ہر جگہ الگ وقت پر ہوتا ہے، تو کیا

اللہ ہمیشہ آسمان دنیا پر رہتا ہے؟

- جواب:
- نزول کا تعلق ہر خطے کے اپنے آخری تہائی حصے سے ہے۔
- جب کسی علاقے میں آخری تہائی ہوتا ہے تو وہاں نزول محقق ہے، دوسرے خطے میں نہیں۔
- نزول کا وقت فجر کے طلوع پر ختم ہو جاتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کا نزول مخلوق کے نزول جیسا نہیں، ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ﴾۔

4. اہم نکتہ

- جو بات ضروری تھی وہ اللہ نے یا اللہ کے رسول ﷺ نے وضاحت سے بیان کر دی۔
- ہماری ذمہ داری ہے کہ:
- سمعنا وأطعنا: ہم نے سنا اور مان لیا۔
- قرآن و حدیث پر رک جائیں اور عقل کے بے جا سوالات میں نہ پڑیں۔

پہلا باب: قولہ تعالی ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾

اصل آیت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ [الذریات:٥٦]۔

مختصر شرح

- ﴿ إلا لیعبدون ﴾: یہ اس بات کا بیان ہے کہ جن اور انس کی تخلیق کا مقصد و حکمت صرف اللہ کی عبادت ہے۔

- یہاں علت (لام) غائیہ (مقصد بتانے والی) ہے، نہ کہ موجبہ (لازمی)۔ یعنی اللہ نے انہیں اس مقصد کے لیےپیدا کیا ہے، لیکن ہر شخص اس مقصد کو پورا کرے یہ لازم نہیں۔
- ﴿ خلقت ﴾: اس سے مراد ایجاد (پیدا کرنا) ہے، جو تقدیر کے بعد ہوا۔
- ﴿ الجن ﴾: یہ ایک غیبی عالم ہے جو ہم سے مخفی ہے۔ یہ لفظ "جیم" اور "نون" سے ہے جو خفاء (چھپے ہونے) پر دلالت کرتا ہے۔
- ﴿ الإنس ﴾: انہیں "انس" اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ایناس (ایک دوسرے سے تعلق، میل جول) کے بغیر نہیں رہ سکتے۔
- عبادت: کا معنی توحید اور اللہ کی اطاعت کے ذریعے تذلل اختیار کرنا ہے۔
    - عبادت میں مأمورات پر عمل اور منہیات سے پرہیز دونوں شامل ہیں۔
- اللہ نے انسانوں کو عقلیں دیں، ان کی طرف رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں تاکہ وہ عبادت کا مقصد پورا کر سکیں۔
- تخلیق کا مقصد اللہ کو فائدہ پہنچانا نہیں ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴾ [الذریات:۵۷]۔

دوسرا باب: قولہ تعالی ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا ﴾

اصل آیت اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ [النحل: من الآیۃ۳۶]۔

مختصر شرح

- ﴿ ولقد بعثنا ﴾: اس جملے میں اللہ نے قسم اور "قد" کے ذریعے تاکید کی ہے کہ اس نے ہر امت میں رسول بھیجا ہے۔
- الأمۃ: یہاں اس سے مراد لوگوں کا گروہ یا طائفہ ہے۔

رسول بھیجنے کی حکمت:

1. إقامۃ الحجۃ (حجت قائم کرنا): تاکہ لوگوں کے پاس اللہ کے خلاف کوئی عذر باقی نہ رہے۔

2. الرحمۃ (رحمت): جو رسالت کے ذریعے ظاہر ہوئی۔
3. بیان الطریق الموصل إلی اللہ (اللہ تک پہنچنے والے راستے کا بیان): کیونکہ انسان تفصیلی طور پر نہیں جان سکتا کہ اللہ کا اس پر کیا حق ہے۔

- ﴿ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ ﴾: یعنی اللہ کے لیے عبادت میں تذلل اختیار کرو۔
- ﴿ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾: یعنی اس سے مکمل اجتناب (بچنا) کرو، جس کا مطلب ہے کہ تم ایک طرف رہو اور وہ دوسری طرف۔

الطاغوت:

- یہ طغیان (حد سے تجاوز) سے مشتق ہے۔
- طاغوت کی جامع تعریف (ابن القیم کے مطابق): ہر وہ چیز جس کے ذریعے بندہ اپنی حد سے تجاوز کرے، خواہ وہ متبوع (جس کی پیروی کی جائے)، معبود (جس کی عبادت کی جائے) یا مطاع (جس کا حکم مانا جائے) ہو۔

1. متبوع کی مثال: کاہن، جادوگر، برے علماء۔
2. معبود کی مثال: اصنام (بت)۔
3. مطاع کی مثال: وہ حکمران جو اللہ کی طاعت سے خارج ہوں، اور انسان ان کو رب بنا لے کہ اللہ کے حرام کردہ کو ان کے حلال کرنے پر حلال سمجھ لے اور اللہ کے حلال کردہ کو ان کے حرام کرنے پر حرام سمجھ لے۔ یہ سب طواغیت ہیں۔

فوائد:

1. غایۃ الخلق (تخلیق کا مقصد): جن اور انس کی تخلیق کا مقصد و غایت صرف اور صرف اللہ کی توحید اور عبادت ہے۔
2. حقیقتِ عبادت: عبادت اللہ کی فرمانبرداری میں تذلل کا نام ہے، جس میں توحید کا قیام اور شرک و معاصی سے پرہیز شامل ہے۔
3. ضرورتِ رسالت: انسان کو عبادت کا طریقہ سکھانے، اس پر حجت قائم کرنے، اور اسے راہِ نجات کی رہنمائی کے لیے اللہ نے ہر امت میں رسول بھیجے۔

4. ایمان بالرسل کا بنیادی تقاضا: تمام رسولوں کا مشترکہ پیغام ﴿ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ تھا، یعنی توحید کو اپنانا اور طاغوت سے مکمل اجتناب کرنا۔
5. طاغوت سے دوری: توحید کو اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ طاغوت (حد سے تجاوز کی گئی ہر چیز: خواہ وہ معبود ہو، متبوع ہو یا مطاع) سے دوری اختیار کی جائے

آیت کی دلالت توحید پر:

- آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اصنام (بت) اُن طواغیت میں شامل ہیں جن کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے۔
- توحید دو بنیادی ارکان کے بغیر مکمل نہیں ہوتی:
  1. اثبات: اللہ کے لیے عبادت کو ثابت کرنا۔
  2. نفی: اللہ کے علاوہ ہر معبود کی عبادت کی نفی کرنا۔
- نفی محض (صرف نفی) بے کار ہے، اور اثبات محض (صرف اثبات) میں شراکت کا امکان رہتا ہے۔ توحید میں نفی اور اثبات دونوں شامل ہوتے ہیں (جیسے کلمہ: لا الہ الا اللہ)۔
- استشہاد کا مقصد: یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ تمام رسولوں کا اجماع اور مقصد دعوتِ توحید تھی۔

تیسرا باب: قولہ تعالی ﴿ وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ﴾

اصل آیت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ [الإسراء:٢٣]۔

مختصر شرح

- ﴿ قضی ﴾ : اللہ کا قضاء (فیصلہ) دو اقسام پر ہے:

3. **قضاء شرعی:** یہ صرف اس میں ہوتا ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے۔ اس کا وقوع (ہونا یا نہ ہونا) بندے کی مرضی پر موقوف ہوتا ہے۔ یہاں ﴿ وَقَضَى رَبُّكَ ﴾ کا مطلب ہے: وصیت کی یا شرع مقرر کی۔
4. قضاء کونی (قدری): اس کا وقوع لازمی ہوتا ہے۔ یہ اس میں بھی ہوتا ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے اور اس میں بھی جسے پسند نہیں کرتا (لیکن کسی حکمت کے تحت مقدر کرتا ہے)۔

- توحید کا بیان: آیت میں ﴿ ألا تعبدوا إلا إياه ﴾ توحید کا بیان ہے جو نفی (ألا تعبدوا) اور اثبات (إلا إياه) پر مشتمل ہے۔
- توحید کے بعد والدین کا حق: اس آیت میں اللہ کے حق (توحید) کے فوراً بعد والدین کے ساتھ احسان کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ والدین کا حق اللہ کے حق کے بعد سب سے بڑا ہے۔
  1. حق الرسول ﷺ کا مقام: رسول ﷺ کا حق اللہ کے حق میں شامل ہے، کیونکہ اللہ کی عبادت صرف اسی طریقے سے کی جا سکتی ہے جو رسول ﷺ نے سکھایا۔
- والدین سے احسان: ﴿ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾ کا مطلب ہے: انہیں معروف (نیکی) دینا۔
- اذیت سے پرہیز: ﴿ فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ ﴾ کا مطلب ہے: انہیں اذیت دینے والے ہر فعل سے رکنا، یہاں تک کہ ناگواری کا اظہار (اُف کہنا) بھی نہیں۔ خاص طور پر بڑھاپے میں جب وہ اولاد پر بوجھ بن سکتے ہیں۔
- گفتگو کا طریقہ: ﴿ وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴾ : یعنی ان سے نرم، عمدہ اور باوقار طریقے سے بات کرنا، جو دعا اور احترام پر مبنی ہو۔

اقسامِ عبودیت:

1. عامہ: ربوبیت کی عبودیت (تمام مخلوق اس میں داخل ہے، کافر بھی)۔
2. خاصہ: طاعت (اطاعت اور فرمانبرداری) کی عبودیت (عباد الرحمن)۔
3. خاصۃ الخاصہ: انبیاء و رسل کی عبودیت (جنہیں اللہ بلند ترین مقامات پر اپنی عبودیت سے نوازتا ہے)۔

چوتھا باب: قولہ تعالی ﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ﴾ [النساء: من الآية ٣٦]۔

مختصر شرح

- توحید کی تکمیل:
  - ﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ ﴾ : یہ اثبات ہے (جیسے "إلا الله")۔
  - ﴿ وَلَا تُشْرِكُوا ﴾ : یہ نفی ہے (جیسے "لا إله")۔

- ﴿ شَيْئًا ﴾ : یہ نکرہ ہے جو نہی کے سیاق میں عمومیت پیدا کرتا ہے۔ یعنی کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا جائے؛ نہ نبی کو، نہ فرشتے کو، نہ ولی کو۔
- دنیا کی شرکت: انسان جب صرف دنیا کو اپنا مقصد بنا لیتا ہے تو وہ دنیا کا بندہ بن جاتا ہے (جیسے حدیث میں "تعس عبد الدینار")، اور اس طرح دنیا کو اللہ کے ساتھ شریک بنا لیتا ہے۔
- ﴿ وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ ﴾ : ان سب کے ساتھ احسان کا حکم ہے۔
  - ذوو القربیٰ: وہ رشتہ دار جو شخص کے ساتھ چوتھے دادا میں ملتے ہیں۔
  - الیتامیٰ: وہ بچہ جس کا والد بلوغت سے قبل فوت ہو گیا ہو۔
  - المساکین: وہ لوگ جن کا مال ختم ہو گیا ہو اور فقر نے انہیں بے بس کر دیا ہو۔

فوائد:

1. ارکانِ توحید: توحید کے لیے نفی (شرک کا انکار) اور اثبات (عبادت کا اللہ کے لیے مختص کرنا) دونوں ضروری ہیں۔
2. قضاء کی تقسیم: اللہ کا حکم (قضاء) شرعی (اختیاری) اور کونی (لازمی) میں منقسم ہے۔ توحید کا حکم قضاء شرعی ہے۔
3. حقوق کی ترتیب: اللہ کے حق (توحید) کے بعد والدین کے ساتھ احسان کا حق سب سے بڑا ہے، جو نیکی (احسان) کرنے اور تکلیف (اُف) دینے سے باز رہنے دونوں کا متقاضی ہے۔
4. عمومی احسان: اللہ کی عبادت کے فوراً بعد تمام قریبی اور ضرورت مندوں (یتیموں، مسکینوں، رشتہ داروں) کے ساتھ احسان کا حکم ہے، جو اسلام کی اجتماعی ذمہ داری کو ظاہر کرتا ہے۔
5. شرک کا عموم: "شیئًا" کے ذریعے ہر چھوٹی بڑی چیز کو شریک بنانے
کی ممانعت کر دی گئی ہے، حتیٰ کہ دنیا کو بھی مقصودِ اصلی نہیں بنانا چاہیے۔

- ﴿وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾: پڑوسیوں سے احسان کا حکم ہے۔
  - الجار ذي القربى: قریب کا پڑوسی (جو رشتہ دار بھی ہو)۔
  - الجار الجنب: دور کا پڑوسی۔

- ﴿ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ ﴾ : اس سے مراد سفر کا ساتھی بھی ہو سکتا ہے یا بیوی (زوجہ) بھی، کیونکہ دونوں کا حق اور احترام ہے۔
- ﴿ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ﴾ : ان میں غلام اور کنیزیں (انسان) اور بہائم (جانور) دونوں شامل ہیں، سب سے احسان کرنا چاہیے۔
- تکبر سے ممانعت: ﴿ إِنَّ اللهَ لاَ يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴾ ۔
    - مختال: وہ شخص جو اپنی چال اور ہیئت میں تکبر کرے۔
    - فخور: وہ شخص جو اپنی گفتگو میں فخر کرے۔ اللہ ان دونوں کو پسند نہیں کرتا۔

پانچواں تا ساتواں باب:

قولہ تعالی ﴿ قُلْ تَعَالَوْاْ أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ﴾

اصل آیات: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْاْ أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلاَّ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئًا وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلاَدَكُم مِّنْ إمْلاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلاَ تَقْرَبُواْ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلاَ تَقْتُلُواْ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ وَلاَ تَقْرَبُواْ مَالَ الْيَتِيمِ إِلاَّ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُواْ الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لاَ نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلاَّ وُسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُواْ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى وَبِعَهْدِ اللّهِ أَوْفُواْ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلاَ تَتَّبِعُواْ السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [الأنعام: ١٥٠-١٥٣]۔

مختصر شرح

- ﴿ قُلْ تَعَالَوْاْ ﴾ : اے نبی! لوگوں سے کہو کہ آؤ (اقبال کرو، بلندی کی طرف)، میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناتا ہوں جنہیں تمہارے رب نے حرام کیا ہے۔
- ﴿ رَبُّكُمْ ﴾ : اللہ کو اس ربوبیت کے نام سے یاد کیا گیا کیونکہ رب کو اپنے بندوں میں تصرف کا مطلق حق ہے۔
- ﴿ أَلاَّ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئًا ﴾ : پہلی وصیت، جو تمام حرام کردہ چیزوں میں سب سے مقدم ہے۔

- وصایا اور ان کی تفصیل:

وصیت	حکم	وضاحت
توحید	شرک نہ کرنا	اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا۔
والدین کا حق	إِحْسَانًا (احسان کرنا)	ان کے ساتھ ہر قسم کی نیکی کرنا۔
فواحش	قریب نہ جانا	نہ کرنا سے زیادہ بلیغ ہے؛ فحش کاموں، ان کے اسباب (ظاہر و باطن) سے بچنے کا حکم ہے۔
قتلِ نفس	نہیں کرنا	کسی معصوم جان (مسلم، ذمی، معاہد) کو حق کے بغیر قتل نہیں کرنا۔
مالِ یتیم	قریب نہ جانا	صرف بہترین طریقے (بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ) سے تصرف کرنا، جو دنیاوی اور شرعی دونوں لحاظ سے احسن ہو۔
پیمانہ و وزن	پورا کرنا	لین دین میں عدل و انصاف (بِالْقِسْطِ) کے ساتھ پیمانہ اور وزن پورا کرنا۔
قول میں عدل	عدل کرنا	جب بات کرو تو انصاف سے کرو، خواہ وہ رشتہ دار ہی ہو۔
عہدِ الٰہی	پورا کرنا	اللہ کے ہر عہد و یثاق کو پورا کرنا، جس میں سب سے بڑا اس کی عبادت کا عہد ہے۔
صراطِ مستقیم	اتباع کرنا	﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾ یہ دس شرعی وصایا (پہلی پانچ ایک آیت اور اگلی پانچ دوسری آیت میں ہیں) ہی اللہ کا سیدھا راستہ ہے۔

- ﴿وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾: راہِ نجات صرف ایک ہے (صراطِ مستقیم)، اس کے علاوہ تمام راستے (السبل) متفرق ہیں اور گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

فوائد:

1. بنیادِ دین (وصیتِ اول): اللہ کا سب سے بڑا حکم توحید (﴿أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾) ہے، جس کے ساتھ ہی دیگر اخلاقی و عملی حقوق کا ذکر کیا گیا ہے۔
2. انسانی حقوق کا جامع مجموعہ: یہ آیات (الانعام: ۱۵۰-۱۵۳) دس عظیم وصیتیں ہیں جو دین کے تمام اصولوں (توحید، والدین، اولاد، معاشرتی عدل، اخلاق اور راستہ) کو گھیرے ہوئے ہیں۔
3. پیشگی احتیاط: فواحش اور یتیم کے مال کے معاملے میں "قریب نہ جانا" کا حکم دینا، اس بات کی تاکید ہے کہ انسان اسباب اور ذرائع سے بھی پرہیز کرے جو حرام کی طرف لے جاتے ہیں۔

4. شرعی اور مادی ترجیح: یتیم کے مال میں تصرف کرتے وقت شرعی حسن (جیسے سود سے بچنا) کو دنیوی حسن (زیادہ نفع) پر مقدم رکھنا لازم ہے۔

5. وحدتِ منہج: اللہ کا سبیل (راستہ) ہمیشہ واحد (مستقیم) ہوتا ہے، جبکہ شیطان کے راستے اور گمراہی کے طریقے متعدد اور بکھرے ہوئے (السبل) ہوتے ہیں، جن کی اتباع سے گمراہی اور فرقہ واریت پیدا ہوتی ہے۔

قول ابن مسعود وحدیث معاذ (رضی اللہ عنہما)

قال ابن مسعود: "من أراد أن ينظر إلى وصية محمد صلى الله عليه وسلم التي عليها خاتمه فليقرأ قوله تعالى: {قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً} ٢ - إلى قوله {وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيماً} الآية ٣.

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جو شخص محمد ﷺ کی اس وصیت کو دیکھنا چاہے جس پر آپ کی مُہر تھی، تو وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھے: ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ تا آخر (سورۃ الأنعام: ۱۵۰ تا ۱۵۳)“۔

مختصر شرح

- وصیت کی مراد: وصیت سے مراد مہم اور ضروری عہد ہے۔ یہاں "جس پر آپ کی مہر تھی" کا مطلب یہ نہیں کہ یہ ایک لکھی ہوئی اور مُہر لگی وصیت تھی۔
- آیات کی اہمیت: حضرت ابن مسعود کا مقصد یہ تھا کہ یہ دس آیات (سورۃ الانعام: ۱۵۰-۱۵۳) دین کے تمام اصولوں کو محیط ہیں، اس لیے یہ شرعی طور پر اتنی جامع ہیں کہ گویا رسول اللہ ﷺ کی مہر لگی ہوئی آخری وصیت ہیں۔
- وصایا کا ثمرہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک، ان آیات پر عمل کرنے والے کو تین کامل اوصاف (حکمت، تذکر، اور تقویٰ) حاصل ہو جاتے ہیں۔
- ﴿ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾: یہ وصایا اس لیے دی گئیں تاکہ ان پر عمل کر کے لوگ تقویٰ کی منزل حاصل کریں۔

حديث معاذ بن جبل رضي الله عنه

وعن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال: "كنت رديف النبي صلى الله عليه وسلم على حمار فقال لي: يا معاذ أتدري ما حق الله على العباد؟ وما حق العباد على الله؟ قلت: ٤ الله ورسوله أعلم. قال: حق الله على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئا، وحق العباد على الله أن لا يعذب من لا يشرك به شيئا. قلت: يا رسول الله، أفلا أبشر الناس؟ قال لا تبشِّرهم فيتكلوا"

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا، تو آپ نے فرمایا: "اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟" میں نے کہا: "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ وہ اسے عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔" میں نے کہا: "اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو یہ بشارت نہ دوں؟" آپ نے فرمایا: " انہیں بشارت نہ دو، ورنہ وہ بھروسہ کر بیٹھیں گے۔" (صحیحین)

مختصر شرح

- سوالی حکمت: نبی ﷺ نے سوال پوچھ کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے دل میں بات کو بٹھانا چاہا۔
- حقوق کا مفہوم:
  - حق اللہ علی العباد: وہ ہے جو اللہ نے بندوں پر فرض کیا ہے، یعنی توحیدِ عبادت۔
  - حق العباد علی اللہ: یہ وہ ہے جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے خود پر لازم کر لیا ہے (جیسے کہ اس نے اپنے آپ پر رحمت لکھ لی ہے)، یعنی شرک نہ کرنے والے کو عذاب نہ دینا۔ یہ حق بندوں نے نہیں بنایا بلکہ اللہ کا فضل ہے۔
- حق کی شرط: ﴿أَنْ لا يُعَذِّبَ مَنْ لا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہو اور اس میں شرک نہ کرتا ہو۔ جو شخص عبادت ہی نہ کرے وہ یقیناً عذاب کا مستحق ہے۔
- تبلیغ سے ممانعت کی وجہ: نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو عام لوگوں کو یہ بشارت دینے سے منع کیا تاکہ وہ (اس بات پر) تکیہ نہ کر بیٹھیں اور معصیتوں میں شامل ہو جائیں۔

- توحید اور گناہ: یہ حدیث توحید کی فضیلت پر قوی دلیل ہے کہ معاصی (گناہ) بھی توحید کی کامل سچائی اور اخلاص سے معاف ہو جاتے ہیں، کیونکہ گناہوں پر اصرار بھی دراصل خواہشات نفس کو معبود بنانے کے مترادف ہے (جیسے ﴿ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ﴾)۔

فوائد:

1. توحید کی مرکزیت: توحید (﴿ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ﴾) دین کی اساس اور تمام وصایا کی جڑ ہے۔
2. فضلِ الٰہی: بندوں کا اللہ پر حق صرف اور صرف اللہ کا فضل اور اس کی اپنی رحمت کا نتیجہ ہے، نہ کہ بندوں کی طرف سے کوئی لازم کردہ شے ہے۔
3. شرک سے ممانعت کا عموم: حدیث میں "شَيْئًا" کے ذریعے ہر طرح کے شرک کی نفی کی گئی ہے، جو توحید کی کامل تحقق کی دلیل ہے۔
4. علم و عمل میں توازن: نبی ﷺ کا بشارت دینے سے منع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دینی علم کی تعلیم میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ لوگ عمل کو ترک نہ کر بیٹھیں (علم کا غلط فائدہ نہ اٹھائیں)۔
5. توحید، عذاب سے مانع: توحیدِ خالص عذابِ جہنم سے روکنے والی سب سے بڑی فضیلت اور نجات کا واحد ذریعہ ہے۔

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے پہلے باب سے جو مسائل اخذ کیے ہیں، ان کا اختصار درج ذیل ہے:

بنیادی مسائل (توحید و رسالت)

1. جن و انس کی تخلیق کی حکمت: اللہ تعالیٰ نے جن اور انس کو صرف عبادت کے لیےپیدا کیا ہے (مآکل و مشارب کے لیے نہیں)۔
   - دلیل: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾۔
2. عبادت اور توحید: عبادت ہی توحید ہے، یا عبادت کی بنیاد توحید پر ہے، کیونکہ اصل نزاع توحید میں ہے (جیسے قریش کی اللہ کے لیے بے اخلاص عبادات باطل تھیں)۔
   - **دلیل: حدیث قدسی: "أنا أغنى الشركاء عن الشرك، من عمل عملا أشرك فيه معي غيري تركته وشركه"۔**

3. ترکِ توحید: جس نے توحید کو اختیار نہیں کیا، اس نے اللہ کی عبادت نہیں کی۔
   - دلیل: اس میں ﴿وَلا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ﴾ (الکافرون) کا معنی موجود ہے۔
4. رسولوں کی بعثت کی حکمت: اللہ نے رسولوں کو عبادتِ الٰہیہ کی دعوت اور اجتنابِ طاغوت کے لیے بھیجا۔
   - دلیل: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾۔
5. عمومی رسالت: اللہ نے ہر امت میں رسول بھیجا، اس لیے رسالت تمام امتوں کو شامل ہے۔
6. انبیاء کا دین: تمام انبیاء کا اصل دین (عقیدہ) ایک ہے (توحید)، اگرچہ ان کی شریعت عملی (عملی احکام) میں فرق ہو سکتا ہے۔

طاغوت اور حقوق کا معیار

7. توحید کی تکمیل: اللہ کی عبادت کا تحقق اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک طاغوت کا مکمل انکار اور اس سے مکمل اجتناب نہ کیا جائے۔ (یہ بہت اہم مسئلہ ہے جسے اکثر لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں)۔
8. طاغوت کی جامعیت: طاغوت عام ہے اور ہر اس چیز کو شامل ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے یا جس کے ذریعے بندہ اپنی حد سے تجاوز کرے:
   - معبود (جیسے بت)
   - متبوع (جیسے برے عالم)
   - مطاع (جیسے فاسق حاکم)
   - تنبیہ: کسی متعین شخص پر شرک کا حکم لگانے سے قبل قیامِ حجت (دلیل پہنچنے) اور موانع (جیسے جہالت) کے انتفاء کا یقین ضروری ہے۔
9. عظیم الشان آیاتِ انعام: سورۃ الأنعام کی تین محکمہ (واضح) آیات (۱۵۱-۱۵۳) کو سلف صالحین نے وصیتِ محمد ﷺ کا درجہ دیا، کیونکہ وہ دس بنیادی مسائل کو شامل کرتی ہیں۔
10. عظیم الشان آیاتِ اسراء: سورۃ الإسراء کی آیات (۲۲-۳۹) بھی عظیم ہیں، جن کی ابتداء اور انتہا شرک کی ممانعت سے کی گئی ہے اور جنہیں اللہ نے حکمت قرار دیا۔

11. آیتِ حقوقِ عشرہ: سورۃ النساء کی آیت ۳٦ حقوقِ عشرہ پر مشتمل ہے، جس کی ابتداء اللہ کے حق (توحید) سے کی گئی ہے، کیونکہ اس کے بغیر کوئی دوسرا حق فائدہ نہیں دیتا۔

حدیث معاذ سے مستنبط مسائل

12. حقوق کا علم: اللہ کا حق ہم پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور شرک نہ کریں، اور اس کا ہم پر حق یہ ہے کہ جو شرک نہیں کرتا اسے عذاب نہیں دے گا (یہ اللہ کا فضل ہے)۔
13. مسئلے کا عدمِ علم: یہ مسئلہ (حقِ عباد) اکثر صحابہ کو معلوم نہ تھا، اسی لیے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کتمانِ علم کے گناہ سے بچنے کے لیے موت کے وقت اس کا اعلان کیا۔
14. مصلحت کے لیے کتمان: مطلق کتمانِ علم حرام ہے، لیکن بعض لوگوں یا بعض حالات میں مصلحت کی بنا پر بشارت کو مؤخر کیا جا سکتا ہے تاکہ لوگ اطمینان کے ساتھ عمل ترک نہ کر دیں۔
15. بشارت: مسلمان کو خوشخبری دینا مستحب عمل ہے۔
16. کلی توکل کا خطرہ: رحمتِ الٰہی پر بھروسہ (اتکال) کر کے عمل ترک کرنا بہت بڑا خطرہ ہے، جو امن من مکر اللہ کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لیے مومن کو خوف اور امید کے درمیان رہنا چاہیے۔
17. لاعلمی کا اعتراف: جب کسی شرعی مسئلے کا علم نہ ہو، تو یہ کہنا جائز ہے کہ "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

تنبیہ: یہ قول صرف شرعی امور میں کہا جا سکتا ہے، جبکہ کونی یا قدری (دنیوی) امور (جیسے بارش کا اندازہ) میں صرف "اللہ أعلم" کہا جائے گا، کیونکہ رسول ﷺ کے پاس ان کا علم نہیں ہوتا تھا۔

18. تخصیصِ علم للمصلحۃ (مصلحت کی بنا پر علم کو مخصوص کرنا):

- یہ جائز ہے کہ بعض لوگوں کو وہ علم نہ بتایا جائے جو ان کی عقلیں قبول نہ کر سکیں یا جس سے ان کے فتنے میں پڑنے کا خطرہ ہو، جیسا کہ نبی ﷺ نے یہ مسئلہ (حقِ عباد) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو خاص کر کے بتایا۔
- دلیل: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول: "إنک لن تحدث قوما بحدیث لا تبلغہ عقولھم إلا کان لبعضھم فتنۃ"۔

19. نبی ﷺ کا تواضع:

- رسول اللہ ﷺ نے تواضع اختیار کرتے ہوئے گدھے پر سواری کی، حالانکہ وہ تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ ہیں۔
- دلیل: آپ کا گدھے پر سوار ہونا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھانا۔

20. سوار بٹھانے کا جواز (الإرداف):
    - سواری پر پیچھے کسی کو بٹھانا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں سواری (جانور) کے لیے مشقت نہ ہو۔
21. فضیلتِ معاذ بن جبل:
    - نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس عظیم علم سے مخصوص فرمایا، اور انہیں اپنے ساتھ سوار کیا، جو ان کی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔
22. مسئلہ کی عظمت: یہ مسئلہ (حق اللہ اور حق العباد) کی اہمیت بہت زیادہ ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے اسے بشارت کے لائق قرار دیا۔

فوائد:

1. علم کی حکمت: علم سکھانے میں مخاطب کی عقل اور استعداد کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ فتنہ میں نہ پڑے۔
2. عملی تواضع: حقیقی بڑائی تواضع میں ہے، اور اس کا اعلیٰ معیار رسول اللہ ﷺ کی سواری اور عمل سے ثابت ہے۔
3. حقوق اور عذاب: جس نے توحید کا حق ادا کیا، اس پر عذاب نہ ہونا اللہ کی طرف سے ایک لازمی حق ہے جو اس نے اپنے فضل سے خود پر لازم کیا ہے۔

باب: فضل التوحید وما یکفر من الذنوب

مختصر شرح

یہ باب توحید کی فضیلت اور اس کے گناہوں کی مغفرت میں کردار کو بیان کرتا ہے۔ اگرچہ توحید اوجب الواجبات (سب سے بڑی فرض) ہے، لیکن اس کی فضیلت اور ثمرات (گناہوں کا کفارہ) کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

اصل آیت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ﴾ [الأنعام: ۸۲]۔

آیت کی شرح

- ﴿ وَلَمْ يَلْبِسُوا ﴾: یعنی نہ خلط کیا۔
- ﴿ بِظُلْمٍ ﴾: یہاں "ظلم" سے مراد شرک ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے صحابہ کے مشکل سمجھنے پر اس کی وضاحت کی اور لقمان علیہ السلام کا قول بطور دلیل پیش کیا: ﴿ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴾۔
  - ظلم کی اقسام: ۱. شرک (سب سے بڑا ظلم)، ۲. انسان کا اپنی جان پر ظلم (معصیت)، ۳. انسان کا دوسرے پر ظلم (حقوق العباد کی خلاف ورزی)۔
- ﴿أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ﴾:
  - جس کا ایمان کامل ہے اور شرک سے پاک ہے، اسے کامل امن حاصل ہو گا۔
  - جس کا ایمان مطلق ہے (یعنی گناہ کبیرہ والا مگر شرک سے پاک) اسے مطلق امن حاصل ہو گا، یعنی وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔
  - الأمن: یہ دنیا میں امن و سکون اور آخرت میں عذاب سے امن دونوں کو شامل ہے۔
  - مهتدون: یہ دنیا میں شرعی احکام کی رہنمائی (ہدایتِ ارشاد) اور عمل کی توفیق (ہدایتِ توفیق) اور آخرت میں جنت کی طرف رہنمائی کو شامل ہے۔

آیت کی مناسبت: یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ جس نے شرک نہیں کیا (یعنی موحد ہے)، اس کے لیے امن و ہدایت ہے، جو توحید کے عظیم فضائل میں سے ہیں۔

مختصر شرح حدیث عبادہ بن الصامت رضي الله عنه

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں..." تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا "بشرطیکہ اس کے اعمال میں جو کچھ بھی تھا"۔ (متفق علیہ کا حصہ)

توحید کی شرح اور متکلمین کا رد

- ﴿ من شهد أن لا إله إلا الله ﴾:
  - الشهادۃ (گواہی): صرف زبان سے اقرار نہیں بلکہ دل سے عقیدہ، زبان سے اقرار اور اعضاء سے تصدیقِ عمل کا نام ہے (جیسے منافقین کی زبانی گواہی بے فائدہ تھی)۔
  - إلہ (معبود): اس سے مراد المألوہ (معبودِ حقیقی) ہے جو محبت اور تعظیم کا مستحق ہو۔
- متکلمین کا غلط معنی: متکلمین "إلہ" کا معنی "قادر علی الاختراع" (نئی چیز ایجاد کرنے کی قدرت رکھنے والا) کرتے ہیں، جس سے ان کے نزدیک "لا إله إلا الله" کا مطلب "لا خالق الا الله" بن جاتا ہے۔
  - رد: اگر یہ معنی ہوتا تو قریش نبی ﷺ کی دعوت کا انکار نہ کرتے، کیونکہ وہ پہلے ہی توحیدِ ربوبیت (اللہ کا خالق ہونا) مانتے تھے۔ انبیاء نے جو توحید سکھائی وہ توحیدِ الوہیت (عبادت میں توحید) ہے۔
- ﴿ وحدہ لا شریک لہ ﴾: یہ جملہ ربوبیت، الوہیت اور اسماء و صفات سب میں توحید کے اثبات اور شرک کی نفی کو مؤکد کرتا ہے۔

گناہوں کی اقسام

- عام معنی: معاصی (گناہ) بھی بالعموم شرک کی قسم میں آ سکتے ہیں، کیونکہ گناہ کرنے والا گویا اپنی خواہشِ نفس (ہویٰ) کو معبود بنا لیتا ہے۔
- خاص معنی: گناہ کی چار بنیادی قسمیں ہیں: شرکِ اکبر، شرکِ اصغر، گناہ کبیرہ، گناہ صغیرہ۔

فوائد:

1. توحید کا ثمر: توحید کی فضیلت کا سب سے بڑا ثمر یہ ہے کہ یہ ایمان کو امن، ہدایت اور گناہوں کی مغفرت کی طرف لے جاتی ہے۔
2. شرک کی حقیقت: توحید کی ضد اور ایمان کو باطل کرنے والی شے صرف شرک ہے، جس کا نام قرآن میں "ظلم عظیم" رکھا گیا۔
3. کامل امن کی شرط: کامل اور مطلق امن صرف اسی شخص کے لیے ہے جس کا ایمان ہر طرح کے شرک سے بالکل پاک ہو۔

4. کلمہ کی شرطیں: لا إله إلا الله کی شہادت صرف زبانی اقرار نہیں، بلکہ دل سے یقین، زبان سے اقرار اور عمل سے تصدیق پر موقوف ہے۔
5. توحیدِ الوہیت کی اہمیت: اصل توحید جس کی دعوت انبیاء نے دی، وہ توحیدِ الوہیت (عبادت میں توحید) ہے، نہ کہ صرف توحیدِ ربوبیت (اللہ کا خالق ہونا)، جو کہ فطرتاً سب کو معلوم ہے۔

... "اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے، اور یہ کہ عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے، اور اس کا کلمہ ہے جسے اس نے مریم پر ڈالا، اور اس کی طرف سے ایک روح ہے، اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے، تو اللہ اسے اس کے اعمال کے باوجود جنت میں داخل کرے گا"۔

مختصر شرح

- **"وأن محمدا عبده ورسوله":**
  - "عبده": یہ اعلان ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے شریک نہیں ہیں اور بشری خصائص رکھتے ہیں (ماسوائے اخلاقی کمزوریوں کے، جن سے وہ معصوم ہیں)۔ ان کا مقصد تھا کہ لوگ غلو سے بچیں۔ (جیسے ان کے نور سے سایہ نہ ہونے یا دنیا و آخرت کو ان کا جود قرار دینے کا غلو شرک کی حد کو چھوتا ہے)۔
  - **"ورسوله":** یہ اعلان ہے کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے (مبعوث) ہیں، نہ کہ کذب (جھوٹ) کہنے والے۔
  - شہادت کا تقاضا: اس شہادت کو عملی طور پر ثابت کرنا یہ ہے کہ نبی ﷺ کی ہر حال میں پیروی کی جائے (عمل بہدیہ) اور دین میں کوئی بدعت ایجاد نہ کی جائے (عمل لہ)۔ بدعت سے اجتناب ضروری ہے، کیونکہ یہ درحقیقت دین کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔
- **"وأن عيسى عبد الله ورسوله":**
  - عقیدہ: یہ گواہی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہودیوں کے انکار (رسول نہ ہونے) اور عیسائیوں کے غلو (خدا یا ابنِ خدا ہونے) دونوں کا رد ہے۔
  - ہمارا ایمان: ہم عیسیٰ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن ہماری شریعت ان کی شریعت کی ناسخ ہے، لہٰذا ہم اپنی شریعت کی پیروی کرتے ہیں۔
- "وکلمته ألقاها إلى مريم":

- اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو "کلمہ" اس لیے قرار دیا کہ وہ والد کے بغیر صرف اللہ کے حکم "کن" (ہو جا) سے پیدا ہوئے۔
- ردِ نصاریٰ: عیسیٰ بذاتِ خود اللہ کا کلام نہیں ہیں، کیونکہ وہ ایک مخلوق ہیں، جبکہ اللہ کا کلام غیر مخلوق صفت ہے۔

- "وروح منہ":
  - عیسیٰ علیہ السلام کے جسم میں پھونکی گئی روح اللہ کی طرف سے تشریف و تکریم کے طور پر اس کی طرف منسوب کردہ مخلوق ہے۔
  - ردِ نصاریٰ: "من" ابتدائیہ کے لیے ہے (یعنی اللہ کی طرف سے صادر ہوئی)، تبعیض (حصہ) کے لیے نہیں، ورنہ لازم آتا کہ سورج، چاند بھی (جیسا کہ ﴿جَمِيعًا مِنْهُ﴾ میں ہے) اللہ کا حصہ ہیں۔
-
- جنت میں داخلہ: "أدخله الله الجنة على ما كان من العمل": جس نے ان شہادتوں کو دل سے تسلیم کیا اور شرک سے پاک رہا، وہ بالآخر جنت میں جائے گا، خواہ گناہوں کی وجہ سے کچھ سزا کے بعد ہی جائے۔

حدیث عتبان بن مالک کی شرح

"یقیناً اللہ نے آگ کو اس شخص پر حرام کر دیا جو 'لا إله إلا الله' کہتا ہو اور اس سے اللہ کی رضا کا طلبگار ہو"۔

مختصر شرح

- شرطِ حرمتِ نار (آگ پر حرام ہونے کی شرط): صرف زبانی قول کافی نہیں، بلکہ یہ شرط ہے کہ کہنے والا "یبتغي بذلک وجه الله" (اس سے اللہ کی رضا کا طلبگار ہو)، یعنی اخلاص کے ساتھ اور اس کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کہے۔
- عمل کا لازم ہونا: جب انسان اللہ کا چہرہ طلب کرتا ہے، تو وہ اس تک پہنچنے کے لیے تمام مطلوبہ اعمال کو ضرور کرے گا، لہٰذا اس حدیث میں عمل کا شرط ہونا واضح ہے۔
- تکفیرِ ذنوب (گناہوں کا مٹنا): یہ حدیث توحید کی فضیلت پر واضح دلیل ہے کہ اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہنے سے (بشرطیکہ گناہوں کی سزاؤں سے بچنے کے لیے دیگر شرائط بھی ہوں) اللہ جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

فوائد:

1. توحیدِ عبادت و رسالت کا جوہر: "عبدہ و رسولہ" کی گواہی غلو کو روکنے اور اتباع (پیروی) کو ثابت کرنے کے لیے لازم ہے۔
2. شرعی غلو کا خطرہ: نبی ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حد سے تجاوز (غلو) کرنا دراصل ان کی عبودیت کی گواہی کو ختم کر دیتا ہے، جو شرک کی طرف لے جاتا ہے۔
3. کلمہ اور روح: عیسیٰ علیہ السلام کو "کلمہ" اور "روح منہ" قرار دینے میں یہودی اور عیسائی دونوں کی گمراہی کا رد ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔
4. جنت میں داخلے کا ضامن: توحیدِ خالص تمام اعمال کی کمی کے باوجود جہنم میں ہمیشہ رہنے سے بچاتی ہے اور بالآخر جنت میں داخلے کی ضامن ہے۔
5. اخلاص شرطِ نجات: "لا إله إلا الله" کا نفع بخش ہونا اخلاص (يبتغي بذلک وجہ اللہ) پر موقوف ہے، جس میں تمام مامورات اور منہیات کا اہتمام شامل ہے۔

حدیث ابی سعید الخدری رضي الله عنہ

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا جس کے ذریعے میں تیرا ذکر کروں اور تجھے پکاروں۔'' اللہ نے فرمایا: ''اے موسیٰ! کہہ 'لا إله إلا الله'۔'' موسیٰ نے کہا: ''اے رب! یہ تو تیرے سب بندے کہتے ہیں۔'' اللہ نے فرمایا: ''اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے (سوائے میرے) اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ہوں، اور 'لا إله إلا الله' دوسرے پلڑے میں ہو، تو 'لا إله إلا الله' والا پلڑا جھک جائے گا۔''[2]

مختصر شرح

- طلبِ تخصیص: موسیٰ علیہ السلام اس کلمے کی عظمت سے واقف تھے، لیکن وہ چاہتے تھے کہ انہیں خاص چیز سکھائی جائے، جس کے جواب میں اللہ نے بتایا کہ لا إله إلا الله سے افضل کوئی چیز نہیں۔

[2] ۔ (ابن حبان و حاکم)

- کلمہ کی عظمت: یہ حدیث بتاتی ہے کہ لا اِلٰہ اِلا اللہ کا وزن تمام مخلوقات (ساتوں آسمان اور زمینیں) سے زیادہ ہے، لیکن اس کی فضیلت کے لیے اس کے تمام شروط اور تقاضوں کو پورا کرنا ضروری ہے۔
- المرجئۃ کا رد: جو یہ کہتے ہیں کہ صرف زبانی قول کافی ہے، یہ حدیث اس کا رد ہے، کیونکہ وہب بن منبہ کا قول ہے: "مفتاح الجنۃ لا اِلٰہ اِلا اللہ ہے، لیکن ہر چابی کے دندانے (شرائط) ہوتے ہیں، اگر دندانے نہ ہوں تو نہیں کھلے گی"۔
- توحید اور کفر: جو شخص گناہ کبیرہ (جیسے زنا، شراب نوشی) کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس وقت اخلاص کے ساتھ لا اِلٰہ اِلا اللہ کہہ رہا ہے، وہ جھوٹا ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کوئی زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا"۔

حدیث انس رضي الله عنه

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین بھر کر گناہ لے کر آئے، پھر مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، تو میں تیرے پاس زمین بھر کر مغفرت لے کر آؤں گا۔" (ترمذی و مسلم)

مختصر شرح

- مغفرت کی وسعت: یہ حدیث اللہ کے فضل اور رحمت کی وسعت کو بیان کرتی ہے۔
- شرطِ مغفرت: تمام گناہوں کی مغفرت کی شرط یہ ہے کہ بندہ اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ شرکِ اکبر اور شرکِ اصغر سے مکمل طور پر پاک ہو۔
- توحید کا اثر: توحید کی یہ حسَنہ (نیکی) کبیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور موحّد کو جہنم میں ہمیشگی سے بچاتی ہے۔
- "شیئا": نفی کے سیاق میں ہے، جس میں ہر قسم کا شرک (اکبر و اصغر) شامل ہے (جیسے مال کی محبت جو اللہ کی اطاعت سے روک دے)۔

فوائد:

1. توحید کی فضیلت و وزن: کلمہ "لا إله إلا الله" دنیا کی تمام مخلوقات سے وزنی ہے، جو توحید کے ثواب کی کثرت کو بیان کرتا ہے۔
2. فضل اور تکفیرِ ذنوب: توحید اللہ کے فضل کی وسعت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اور اخلاص کے ساتھ اس پر قائم رہنا زمین بھر کر گناہوں کی مغفرت کا سبب بن سکتا ہے (بشرطیکہ شرک نہ ہو۔
3. توحید کی شرائط: لا إله إلا الله کی نجات دہندہ قوت صرف زبانی قول میں نہیں، بلکہ اخلاص (يبتغي بذلك وجه الله) میں ہے، جو شرک کو ترک کرنے اور عمل صالح کو لازم کرنے پر مجبور کرتی ہے۔
4. شرک کی جامعیت: "لا تشرک بي شيئاً" کا مطلب ہے کہ شرکِ اکبر اور ہر وہ چھوٹا عمل (شرکِ اصغر) جو دل میں ہویٰ یا دنیا کی محبت کو اللہ کی محبت پر غالب کر کے طاعت سے دور کر دے، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔
5. ارضین سبع: حدیثِ موسیٰ اور دیگر نصوص سے یہ ثابت ہے کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں۔
6. اثباتِ صفات: احادیث میں "وجہ اللہ" کا ذکر اللہ کی صفات (خصوصاً صفاتِ ذاتیہ خبریہ) کو ثابت کرتا ہے، جو معطلہ (اشاعرہ وغیرہ) کے مذہب کا رد ہے۔
7. فضیلت و رسالت: محمد ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں کو عبد (بندہ) اور رسول قرار دینا ہر قسم کے غلو (ربوبیت یا بیٹا ہونے) کا قطعی رد ہے۔
8. جوازِ عملِ ناقص: مومن کے گناہوں کے باوجود اس کے توحید کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہ رہنے کا فیصلہ ہوتا ہے، جو خوارج اور معتزلہ کا رد ہے، لیکن عمل صالح کا ہونا جنت میں داخلے کے لیے شرط ہے۔

باب: من حقق التوحید دخل الجنة بغیر حساب

یہ باب پچھلے باب (فضل التوحید) کی تکمیل ہے اور توحید کے عظیم ترین ثمر (جنت میں بغیر حساب داخلہ) کو بیان کرتا ہے۔

تحقق التوحید (توحید کو ثابت کرنے کا مفہوم)

تحقیق التوحید کا مطلب ہے توحید کو ہر قسم کے شرک، بدعت، اور معاصی سے خالص کرنا۔ یہ تین اہم امور سے حاصل ہوتا ہے:

1. العلم (علم): یہ جاننا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں (﴿ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ ﴾)۔
2. الاعتقاد (عقیدہ): علم کے بعد اللہ کے توحیدِ الوہیت میں انفراد کا پختہ عقیدہ رکھنا، استکبار سے پاک ہونا۔
3. الانقیاد (فرمانبرداری): علم اور اعتقاد کے بعد عملی طور پر تابع ہو جانا اور کسی شرک، بدعت یا نافرمانی پر جم نہ جانا۔

جو شخص کامل طور پر توحید کو ثابت کر لے گا، اس کی جنت بغیر حساب و کتاب کے یقینی ہے۔

قرآن سے استشہاد

[1] ﴿ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾

- ﴿ أُمَّةً ﴾ : ابراہیم علیہ السلام امام تھے، یعنی نیکی اور خیر میں دوسروں کے لیے مقتدیٰ اور قدوہ تھے۔
- ﴿ قَانِتًا لِلَّهِ ﴾ : وہ دائمی اور مسلسل اطاعت گزار تھے، جو ہر حال میں اللہ کے حکم پر ثابت قدم رہے۔
- ﴿ حَنِيفًا ﴾ : وہ شرک سے مائل (بیزار) اور ہر قسم کی باطل اطاعت سے مجتنب تھے۔
- ﴿ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾ : یہ توحید کی تکمیل اور شرک سے مسلسل احتراز کی تاکید ہے۔ اللہ نے انہیں اس لیے امام بنایا کہ انہوں نے کامل توحید کو ثابت کیا۔
- عبرت: اللہ کے پسندیدہ بندوں کی محبت اور ان کی صفات میں اقتدا کرنا دین کا بنیادی تقاضا ہے۔

[2] ﴿ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴾

- یہ آیت ان کامل مومنوں کی صفات بیان کرتی ہے جو خوفِ الٰہی رکھتے ہیں (﴿ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴾) اور شرک نہیں کرتے۔
- مراد: یہاں شرک سے مراد عام شرک (اکبر) اور وہ معاصی بھی ہیں جو ہویٰ پرستی سے صادر ہوں، کیونکہ یہ بھی ﴿ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ﴾ کے عموم میں آتے ہیں۔

- کامل موحد: کامل موحد وہ ہے جو جان بوجھ کر معاصی اور چھوٹے شرک پر اصرار نہ کرے، بلکہ توبہ کرتا رہے۔

حدیث سے استشہاد (حدیث ابن عباس)

اصل حدیث کا ٹکڑا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں... پھر میرے لیے ایک عظیم گروہ (سواد) اٹھایا گیا، تو کہا گیا: یہ آپ کی امت ہے، اور ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے لوگ ہیں جو جنت میں بغیر حساب اور بغیر عذاب کے داخل ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ اندر چلے گئے اور لوگوں نے آپس میں بحث کی کہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ باہر آئے اور فرمایا: وہ لوگ ہیں جو: ۱. جادو سے علاج نہیں کراتے (لا یسترقون)، ۲. شگون نہیں لیتے (ولا یتطیرون)، اور ۳. صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں (وعلی ربھم یتوکلون)"۔

ستر ہزار کی صفات

نبی ﷺ نے ان ستر ہزار خوش نصیب لوگوں کی تین صفات بیان فرمائیں جو توحید کی تکمیل کی دلیل ہیں:

1. ﴿ لا یسترقون ﴾ (جادو یا جھاڑ پھونک نہیں کراتے):
   - وہ جادو، گنڈے یا تعویذ کے لیے کسی سے درخواست نہیں کرتے۔ یہ اس لیے کہ درخواست کرنا توکل کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔
   - تنبیہ: خود رقیہ کرنا یا کسی دوسرے کو جائز رقیہ کرنا اس میں شامل نہیں، کیونکہ نبی ﷺ نے خود رقیہ کی اور کروائی۔

2. ﴿ ولا یتطیرون ﴾ (شگون نہیں لیتے):
   - وہ شگون (بدفالی) نہیں لیتے، یعنی کسی واقعہ یا چیز کو دیکھ کر اپنے کام سے پیچھے نہیں ہٹتے۔ وہ اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ نفع اور نقصان صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔
3. ﴿ وعلی ربھم یتوکلون ﴾ (اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں):
   - یہ آخری صفت ان دونوں صفات کی اصل اور جامع سبب ہے۔ ان کا کامل توکل ہی انہیں
   -

ناجائز اسباب سے بچاتا ہے، اور یہ توحید کی روح ہے۔

4. ﴿ لا یسترقون ﴾ (جادو سے علاج نہیں کراتے):
- استرقاء (طلبِ رقیہ): یعنی وہ کسی دوسرے سے پڑھنے یا دم کرانے کی درخواست نہیں کرتے۔
- توحید کی دلیل: ان کا ایسا کرنا کامل توکل، عزتِ نفس اور غیر اللہ سے مکمل بے تعلقی کی دلیل ہے۔
- تنبیہ: خود رقیہ کرنا (مثلاً فاتحہ یا معوذات پڑھنا) یا کسی کے خود آ کر دم کر دینے پر منع نہ کرنا، توحید کے کمال کے منافی نہیں۔

5. ﴿ ولا یکتوون ﴾ (آگ سے داغ نہیں لگواتے):
- اکتواء (طلبِ داغ): یعنی وہ کسی سے آگ سے علاج (داغ لگوانے) کا مطالبہ نہیں کرتے۔ یہ بھی طلبِ رقیہ کی طرح کامل توکل کے خلاف ہے۔
- تنبیہ: اگرچہ داغ لگانا ایک شدید علاج ہے جس سے نبی ﷺ نے منع فرمایا، لیکن اگر کوئی ضرورت کے تحت داغ لگوائے اور اس میں ذلت و انکساری نہ ہو تو یہ کمالِ توحید کو فوت کر دیتا ہے، نہ کہ اصل توحید کو۔

6. ﴿ ولا یتطیرون ﴾ (شگون نہیں لیتے):
- تطیر (شگون لینا/بدفالی): یہ مرئی (دیکھی جانے والی)، مسموع (سنی جانے والی)، یا زمان و مکان کی کسی چیز (جیسے صفر کا مہینہ، یا کوئی خاص آواز) سے بدفالی لینا ہے۔
- توحید کی دلیل: یہ توکل کے منافی ہے اور شرعاً باطل ہے، کیونکہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ جو اس سے بچتا ہے اس کا توکل کامل ہوتا ہے۔

7. ﴿ وعلی ربہم یتوکلون ﴾ (اور صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں):
- یہ آخری صفت ان پہلی تینوں صفات کی جامع علت اور حقیقی بنیاد ہے؛ ان صفات کا ترک کرنا ان کے کامل توکل پر مبنی ہے۔

عکاشہ بن محصن کا واقعہ

- عکاشہ کا مقام: جب عکاشہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ وہ ان ستر ہزار میں شامل ہو جائیں تو نبی ﷺ نے فوری تصدیق فرمائی: "أنت منهم" (تم ان میں سے ہو)۔ یہ رسول ﷺ کی نبوت کی ایک علامت اور عکاشہ کی فضیلت کی دلیل ہے۔
- دوسرے شخص کو روکنا: جب دوسرے شخص نے یہی دعا کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "سبقك بها عكاشة" (عکاشہ تم پر سبقت لے گئے)۔
  - حکمت: یہ اس لیے فرمایا تاکہ دعا کا دروازہ ان لوگوں کے لیے نہ کھل جائے جو اس مرتبہ کے اہل نہ ہوں، اور وہ لوگ اس فضیلت پر تکیہ کر کے عمل ترک نہ کر دیں (یہ حسنِ خلق اور علمی مصلحت تھی، نہ کہ دوسرے شخص پر غصہ)۔

فوائد:

1. توحید کا ثمر: کامل توحید کا ثمرہ جنت میں بغیر حساب و عذاب کے داخلہ ہے، جو سب سے بڑی کامیابی ہے۔
2. توکلِ کامل: کامل موحّد وہ ہے جو جائز اسباب اختیار کرتا ہے لیکن مشکوک یا ناجائز اسباب (جیسے جادو یا بدفالی) کو ترک کر دیتا ہے اور بغیر سوال کیے صرف اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔
3. شرک سے اجتناب: ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ کامل توحید کا حصول ہر طرح کے شرک (بڑے، چھوٹے، ظاہری، اور باطنی) کو مکمل طور پر ترک کرنے پر موقوف ہے۔
4. کامل موحّد: ستر ہزار افراد کی صفات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ توحید کی تکمیل کا تعلق صرف عقیدہ سے نہیں، بلکہ عقیدے کی روح (توکل) اور عملی زندگی کے معاملات سے بھی ہے۔
5. توکل کی علامت: توحید کا کمال (تحقیق التوحید) صرف کامل توکل سے حاصل ہوتا ہے، اور جادو سے علاج نہ کرانا، داغ نہ لگوانا اور شگون نہ لینا اسی توکل کی عملی علامتیں ہیں۔
6. فرق مراتب: لوگ توحید میں مختلف مراتب پر فائز ہیں، اور بغیر حساب کے جنت میں جانے والے "سادات الاولیاء" توحید کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہیں۔
7. ترکِ محرمات: تطیر (شگون لینا) چونکہ شرعاً باطل ہے، اس لیے یہ ترک کرنا واجب ہے اور کمالِ توحید کا حصہ ہے۔

8. امت کی فضیلت: امتِ محمدیہ ﷺ کو کمیت (تعداد کی کثرت) اور کیفیت (ستر ہزار کا کمال) دونوں لحاظ سے دیگر امتوں پر فضیلت حاصل ہے۔
9. کتمانِ علم برائے مصلحت: نبی ﷺ کا دوسرے شخص کو روکنا یا عکاشہ کے بارے میں خصوصی فیصلہ کرنا یہ بتاتا ہے کہ علم کو مخصوص کرنا یا عام کرنے سے روکنا مصلحتِ شرعی کے تحت جائز ہے۔
10. باطنی امور: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خوض (بحث و تحقیق) کرنا ان کی اس گہری سمجھ کی دلیل ہے کہ عظیم ثواب عظیم عمل ہی سے ملتا ہے، نہ کہ محض زبانی دعوے سے۔
11. فضیلت عکاشہ: یہ حدیث عکاشہ بن محصن کی فضیلت کو ثابت کرتی ہے کہ وہ وہ شخص ہیں جن کی جنت میں بلا حساب دخول کی گواہی نبی ﷺ نے خود دی۔

باب الخوف من الشرک

یہ باب پچھلے ابواب کا تکملہ ہے، جو اس حقیقت پر زور دیتا ہے کہ محض توحید کا دعویٰ کافی نہیں، بلکہ موحد کو شرک سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے کیونکہ شیطان اور نفس انسان کو آسانی سے دنیاوی حظوظ (ریاست، مال، تعریف) کی طرف مائل کر کے اخلاص میں کمی لا سکتے ہیں۔

قرآن سے استشہاد

[1] ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ﴾

- ﴿ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ ﴾: اللہ تعالیٰ شرک (خواہ اکبر ہو یا اصغر) کو کبھی معاف نہیں کرتا اگر موحد بغیر توبہ کے مر جائے۔
    - وجہ: شرک اللہ کے خاص حق (توحید) پر حملہ ہے، جبکہ دیگر گناہوں میں انسان کا اپنا نفس کا کچھ حصہ ہوتا ہے۔
- ﴿ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ ﴾: شرک سے کم جو گناہ ہیں (جیسے زنا، چوری، قتل)، وہ اللہ کی مشیئت کے تحت ہیں؛ وہ چاہے تو انہیں عذاب دیے بغیر معاف کر دے۔
- حذر: اس آیت میں شرکِ اکبر اور اصغر سے مطلق طور پر بچنے کا حکم اور وعید شامل ہے۔

[2] ﴿ وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الأَصْنَامَ ﴾

- خلیل اللہ کا خوف: ابراہیم علیہ السلام (خلیل الرحمٰن اور امام حنفاء) نے اپنے رب سے دعا کی کہ "مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے دور رکھ"۔
  - ﴿ وَاجْنُبْنِي ﴾: یعنی "مجھے ایک طرف اور بتوں کو دوسری طرف رکھ"، جو دوری اور حفاظت کی زیادہ بلیغ دعا ہے۔
- عبرت: اگر امامِ موحدین کو بھی شرک کا خوف ہو، تو ہم عام مسلمانوں کو شرک، نفاق اور ریاکاری سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔
  - صحابی کا خوف: اسی لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے صحابی بھی نفاق سے ڈرتے تھے۔

حدیث سے استشہاد

پہلی حدیث: "أخوف ما أخاف علیکم الشرک الأصغر. فسئل عنہ؟ فقال: الریاء"

- اصغر شرک کا خوف: نبی ﷺ کو اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف شرکِ اصغر کا تھا، جو کہ ریاکاری (الریاء) ہے۔
- الریاء: یہ اللہ کی عبادت لوگوں کو دکھانے کے لیے کرنا ہے تاکہ وہ تعریف کریں۔ اگرچہ ریاکاری بذات خود بڑا شرک نہیں، لیکن یہ اخلاص کو ختم کرتی ہے۔
- **ریاکاری کا حکم:**
  1. اصلِ عبادت میں ریا: اگر عبادت ہی ریا کے لیے شروع کی تو وہ باطل ہے (شرکِ اصغر)۔
  2. عبادت میں ریا طاری ہونا: اگر ریا بعد میں طاری ہو اور انسان اسے دور کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر استرسال (جاری رکھے) تو وہ حصہ باطل ہو جائے گا، اور اگر وہ حصہ اگلے اعمال سے منسلک ہے (جیسے نماز میں) تو ساری عبادت باطل ہو سکتی ہے۔

دوسری حدیث:

"من مات وهو يدعو من دون الله ندا؛ دخل النار"و

"من لقي الله لا يشرك به شيئا؛ دخل الجنة، ومن لقيه يشرك به شيئا؛ دخل النار"

- شرک کا انجام: جو شخص شرکِ اکبر کی حالت میں اللہ سے ملے گا وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل ہو گا، خواہ وہ کتنا ہی نیک اعمال والا کیوں نہ ہو (﴿ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ﴾)۔
- توحید کا وعدہ: جو شخص شرک سے پاک حالت میں اللہ سے ملے گا، وہ جنت میں داخل ہو گا (اگر گناہ ہوں تو سزا کے بعد یا معافی کے ساتھ)۔
- "ندا": یہاں عبادت میں شریک کو کہا گیا ہے۔ دعائے عبادت (عبادت کی کوئی قسم غیر اللہ کے لیے کرنا) شرکِ اکبر ہے، جبکہ دعائے مسألہ (جو مخلوق کی قدرت میں ہو) شرک نہیں ہے۔

فوائد:

1. وجوب الخوف: توحید کے بلند مراتب حاصل کرنے کے بعد بھی شرک (خصوصاً اصغر) سے خوفزدہ رہنا ایمان کا تقاضا اور نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔
2. خطرے کا مقام: الریاء (شرکِ اصغر) صالحین کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے، کیونکہ وہ نفس کی چاہت اور عمل کے خفا کی وجہ سے آسانی سے دل میں داخل ہو جاتا ہے۔
3. غلوِ رحمت سے ممانعت: یہ باب اس غلط فہمی کو دور کرتا ہے کہ گناہ کبیرہ سے مغفرت ہو جانے کے بعد شرکِ اکبر بھی معاف ہو جائے گا، کیونکہ شرک بالکل ناقابلِ معافی ہے۔
4. کامل مغفرت کی شرط: زمین بھر گناہوں کی مغفرت کی واحد شرط یہ ہے کہ بندہ شرک کی آلودگی (اکبر یا اصغر) سے مکمل پاک ہو کر اللہ سے ملاقات کرے۔
5. جنت و نار کی قربت: انسان جنت یا دوزخ سے قریب ہوتا ہے، اس کا فیصلہ صرف توحید یا شرک کی حالت پر ہوتا ہے جب وہ موت سے ملاقات کرے۔

باب: الدعاء إلي شهادة أن لا إله إلا الله

یہ باب توحید کی تکمیل اور ایمان کی نشانی کے طور پر دعوتِ توحید کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ اگرچہ انسان نے خود توحید اختیار کر لی ہو، لیکن جب تک وہ صدقِ اعتقاد کے ساتھ دوسروں کو اس کی طرف نہ بلائے، اس کا ایمان ناقص رہتا ہے۔

قرآن سے استشہاد

﴿ قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾ 3

- ﴿ هَٰذِهِ سَبِيلِي ﴾ : یہ (دعوتِ توحید) میرا راستہ ہے (رسول ﷺ کا)۔
- ﴿ أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ﴾ : دعوت صرف اللہ کی طرف ہونی چاہیے، نہ کہ نفس یا دنیاوی مقاصد کی طرف (جیسے جاہ یا ریاست طلبی)۔
- ﴿ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ ﴾ : دعوت علم، یقین، اور حکمت کے ساتھ ہونی چاہیے۔ بصیرت میں تین چیزیں شامل ہیں:
  1. علم بالشرع: جس چیز کی طرف بلا رہے ہیں، اس کا علم ہو۔
  2. علم بحال المدعو: جسے بلا رہے ہیں، اس کے حالات اور استعداد کا علم ہو۔
  3. علم بالسبیل: دعوت کے مؤثر طریقوں (لینے و دینے) کا علم ہو۔
- ﴿ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ﴾ : رسول ﷺ کے تمام سچے پیروکار اسی بصیرت پر اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ دعوتِ الی اللہ ان کی پہچان ہے۔

3۔ [یوسف: ۱۰۸]

- ﴿ وَسُبۡحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِينَ ﴾ : اللہ کو ہر نقص سے پاک قرار دینا (توحید کے کمال کی دلیل) اور مشرکین سے براءت کا اظہار کرنا دعوت کا لازمی حصہ ہے۔

حدیث سے استشہاد

پہلی حدیث: حدیث معاذ بن جبل ؓ (یمن بھیجتے وقت کی وصیت)

نبی ﷺ کی وصیت کا خلاصہ:

- ﴿ إِنَّكَ تَأۡتِي قَوۡمًا مِنۡ أَهۡلِ الۡكِتَابِ ﴾ : پہلے ہی معاذ کو مدعو کی نوعیت (اہلِ کتاب ہونا) سے آگاہ کرنا، تاکہ وہ بصیرت کے ساتھ جائیں۔
- ترجیح الدعوۃ (دعوت کی ترتیب):

1. پہلا قدم (الأساس): توحید کی گواہی کی طرف دعوت دینا (﴿ شَهَادَةَ أَنۡ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ ﴾ یا ﴿ أَنۡ يُوَحِّدُوا اللَّهَ ﴾)۔
2. دوسرا قدم: جب وہ توحید قبول کر لیں، تو انہیں نماز کا فرض ہونا بتانا۔
3. تیسرا قدم: جب وہ نماز قبول کر لیں، تو انہیں زکوٰۃ کا فرض ہونا بتانا (جو امیروں سے لے کر غریبوں کو لوٹائی جائے گی)۔
4. تنبیہ: کرائمِ اموال (اچھے اور قیمتی مال) لینے سے پرہیز کرنا۔
5. تہدید: مظلوم کی بددعا سے ڈرنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

دوسری حدیث: حدیث سہل بن سعد ؓ (جنگ خیبر کا واقعہ)

- رسول ﷺ کا اعلان: نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں کل اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں، اور اللہ اس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔ (یہ فضیلت کا عظیم اعلان تھا)

- معجزہ اور فضیلتِ علی: جب حضرت علیؓ آنکھوں کی تکلیف کے باعث پیچھے رہ گئے، تو نبی ﷺ نے انہیں بلا کر آنکھوں میں لعابِ دہن ڈالا اور دعا کی، جس سے وہ فوراً شفا یاب ہو گئے (یہ نبوت کا معجزہ تھا)۔

- دعوت کا حکم: جھنڈا دینے کے بعد فرمایا: "آرام سے چلو، پھر جب ان کے میدان میں اترو تو سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو، اور انہیں اسلام میں اللہ کے حقوق سے آگاہ کرو۔ اللہ کی قسم! تمہارے ذریعے کسی ایک آدمی کا بھی ہدایت پانا تمہارے لیے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔"

- حلف بالفتویٰ: نبی ﷺ نے قسم کھا کر اس عظیم ثواب کی تاکید فرمائی، جو ترغیب اور تعظیم کا فائدہ دیتا ہے۔

فوائد:

1. توحید کی اولیت: دعوتِ توحید سب سے پہلا واجب اور تمام احکام (نماز، زکوٰۃ وغیرہ) سے مقدم ہے، کیونکہ توحید کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں۔
2. دعوت کا منہج: دعوت کا منہج تدریجی (اہم سے اہم تر کی طرف) اور بصیرت پر مبنی ہونا چاہیے۔
3. شرک سے براءت: توحید کے کمال کے لیے مشرکین سے قلبی اور عملی دوری کا اظہار کرنا ضروری ہے (﴿ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾)۔
4. اخلاص شرطِ قبولیت: داعی کے لیے اخلاص لازمی ہے (﴿ أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ﴾)؛ جو حق کی دعوت دے کر اپنے لیے تعریف یا ریاست چاہے وہ درحقیقت اپنے نفس کی طرف بلا رہا ہے۔
5. فضلِ ہدایت: کسی ایک شخص کا ہدایت پا جانا دنیا کی تمام قیمتی اشیاء (حُمْرُ النَّعَم) سے افضل ہے، کیونکہ ہادی (ہدایت دینے والا) اللہ ہے اور داعی محض سبب ہے۔
6. حقوق کی اہمیت: زکوٰۃ کے مال میں اچھی چیزیں نہ لینے کا حکم اور دعوتِ مظلوم سے ڈرنے کا حکم اس بات کی تاکید ہے کہ حقِ اللہ اور حقِ العباد میں عدل کا دامن تھامنا لازم ہے۔

باب: تفسير التوحيد وشهادة أن لا إله إلا الله

یہ باب توحید اور کلمہ شہادت کے حقیقی مفہوم کی وضاحت کرتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید صرف زبانی اقرار نہیں بلکہ عملی طور پر شرک سے براءت کا نام ہے۔

توحید و شہادت کا مفہوم

- تفسیر: لغوی معنی کشف کرنا اور واضح کرنا ہے۔
- التوحید و شہادت: دونوں ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں (عطف مترادفین)، یعنی اللہ کو الوہیت میں یکتا ماننا۔
- تحققِ توحید: توحید کے تحقق کے لیے دو بنیادی چیزیں لازم ہیں:
  1. النفي (انکار): اللہ کے سوا ہر معبود سے براءت اور کفر (جیسے لا إله میں نفی ہے)۔
  2. الإثبات (اثبات): عبادت کو صرف اللہ کے لیے ثابت کرنا (جیسے إلا الله میں اثبات ہے)۔

قرآن سے استشہاد

١. ﴿ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ ﴾[4]

- ردِ شرک: یہ آیت ان مشرکوں کا رد ہے جو صالحین (جیسے عیسیٰ، ملائکہ) کو پکارتے ہیں، حالانکہ وہ خود اللہ کے محتاج ہیں اور اس کی قربت (وسیلہ) تلاش کر رہے ہیں۔
- دعاء کی حقیقت: جو کسی ایسے کو پکارے جو خود اللہ کا محتاج ہو، وہ صریح شرکِ اکبر کا مرتکب ہے۔

٢. قول إبراهيم عليه السلام: ﴿ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي ﴾[5]

- نفی و اثبات: ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ "میں اس سے بَری ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو" (نفی)، "سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا" (اثبات)۔

---

[4] ۔ سورة الإسراء آية: ٥٧.

[5] . سورة الزخرف آيتان: ٢٦-٢٧.

- توحید کی بنیاد: یہ قول کلمہ "لا إله إلا الله" کی تفسیر ہے، جس میں براءت (انکار) اور موالات (اللہ سے وفاداری) کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

٣. آية براءة: ﴿ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ﴾ 6

- شرکِ طاعت: اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) نے اپنے علماء (أحبار) اور عبادت گزاروں (رُھبان) کو اس لیے رب بنا لیا کہ وہ اللہ کے حرام کردہ کو ان کے حلال کرنے پر حلال سمجھتے تھے یا اس کے برعکس کرتے تھے۔
- توحیدِ حکم: یہ آیت سکھاتی ہے کہ کامل توحید کا تقاضا ہے کہ اطاعت اور حکم (حکم شرعی و کونی) صرف اللہ کا ہو، اور معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔

٤. ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ﴾ 7

- شرکِ محبت: الند کا مطلب ہے شریک۔ اللہ نے ان لوگوں کو مشرک ٹھہرایا جو غیر اللہ سے ایسی محبت کرتے ہیں جو اللہ کی محبت کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو۔
- ایمان کا کمال: موحدین کی محبت ﴿ أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ﴾ (اللہ کے لیے شدید ترین) ہوتی ہے، کیونکہ ان کی محبت صرف اللہ کے لیے خالص ہوتی ہے۔
- محبت کی تقسیم:
  - محبت للہ: یہ توحید کا کمال ہے۔
  - محبت مع اللہ: غیر اللہ سے اللہ جیسی محبت کرنا شرکِ اکبر ہے۔
  - محبت طبیعی: بیوی، اولاد، اور مال کی فطری محبت اگر اللہ کی محبت پر غالب نہ آئے تو جائز ہے۔

6. سورۃ التوبۃ آیۃ: ٣١

7. سورۃ البقرۃ آیۃ: ١٦٥

حدیث سے استشہاد

حدیث مسلم: "من قال: لا إله إلا الله، وكفر بما يعبد من دون الله؛ حرم ماله ودمه، وحسابه على الله عزوجل"

- شہادت کی شرط: نبی ﷺ نے دم و مال کی حرمت کو صرف زبانی "لا إله إلا الله" کہنے پر موقوف نہیں رکھا۔
- حقیقی ایمان: انسان کا خون اور مال اس وقت تک حلال نہیں ہوتا جب تک کہ وہ زبانی اقرار کے ساتھ ساتھ "کفر بما یعبد من دون الله" (غیر اللہ کی عبادت کا انکار اور اس سے براءت) نہ کرے۔
- حتمی دلیل: یہ حدیث اس بات کی قاطع دلیل ہے کہ توحید صرف نفی اور اثبات کے ذریعے ہی مکمل ہو سکتی ہے، اور طاغوت کا کفر کیے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

فوائد:

1. توحید دو بنیادی ارکان کا نام: توحید کا مفہوم صرف اللہ کو رب ماننا نہیں، بلکہ نفی (براءت و کفر) اور اثبات (عبادت میں اخلاص) دونوں پر مشتمل ہے۔
2. شرک کی اقسام: شرک صرف بتوں کو پکارنا نہیں، بلکہ اطاعت (حکم میں شرک) اور محبت (دل میں شرک) بھی شرک کی اقسام ہیں۔
3. دعا اور عبادت: کسی مخلوق کو پکارنا (خاص طور پر ایسی چیز جو اللہ کے سوا کوئی نہ کر سکے) شرکِ اکبر ہے، کیونکہ دعا عبادت کی سب سے بڑی شکل ہے۔
4. اسلام کی شرط: اسلام میں داخل ہونے اور خون و مال کو محفوظ کرنے کی شرط یہ ہے کہ انسان زبانی اقرار کے ساتھ ساتھ غیر اللہ کی عبادت کا انکار کرے۔

باب: من الشرک لبس الحلقة والخيط ونحوهما لرفع البلاء أو دفعه

یہ باب ان کاموں کے حکم کو بیان کرتا ہے جنہیں لوگ بغیر شرعی یا قدری دلیل کے بیماری یا بلاء کو دور کرنے یا ہٹانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ایسا کرنا شرک ہے۔

لغوی وضاحت و اقسامِ شرک

- ﴿ مِنَ الشِّرْكِ ﴾ : "من" تبعیض کے لیے ہے، یعنی یہ فعل شرک کی اقسام میں سے ہے۔
- لبس الحلقة والخیط...: سے مراد لوہے یا پیتل کی انگوٹھی، دھاگہ، یا حصہِ حیوانات وغیرہ پہننا ہے۔
- لبس کا حکم: یہ عمل شرکِ اکبر یا شرکِ اصغر ہو سکتا ہے، جو پہننے والے کے اعتقاد پر منحصر ہے:
  1. شرک اکبر: اگر یہ اعتقاد ہو کہ یہ چیزیں خود اللہ کے علاوہ مؤثر ہیں، تو یہ شرکِ اکبر ہے۔
  2. شرک اصغر: اگر یہ اعتقاد ہو کہ یہ چیزیں سبب ہیں، حالانکہ اللہ نے انہیں شرعی یا قدری (حسی) طور پر سبب نہیں بنایا، تو یہ شرکِ اصغر ہے۔

اسباب کے اثبات کا طریقہ

- اسبابِ شرعی: وہ جنہیں شرع نے سبب قرار دیا ہو (مثال: قراءت قرآن یا شہد شفاء کے لیے)۔
- اسبابِ قدری/حسی: وہ جن کا فائدہ تجربہ سے ظاہر اور براہِ راست ثابت ہو (جیسے کھانا بھوک کے لیے، دوا بیماری کے لیے)۔
- باطل سبب: انگوٹھی پہننا یا دھاگہ باندھنا کوئی حسی سبب نہیں ہے، اور اگر اس سے آرام آئے بھی تو وہ محض نفس کا انفعال اور وہم ہوتا ہے، جو سبب بننے کی شرعی دلیل نہیں ہے۔

قرآن و حدیث سے استشہاد

﴿ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ ﴾ 8

- ردِ باطل: اللہ تعالیٰ نے مشرکوں سے پوچھا کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا وہ اسے دفع یا رفع کر سکتے ہیں؟

8۔ سورۃ الزمر آیۃ: ۳۸

- حتمی توکل: جب وہ (بت/جھوٹے معبود) نفع و نقصان دینے پر قادر ہی نہیں، تو انہیں سبب یا وسیلہ بنانا باطل ہے۔ اس لیے موحّد کو کہنا چاہیے: ﴿ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴾ (میرے لیے اللہ کافی ہے، اسی پر توکل کرنے والے توکل کرتے ہیں)۔

٢. حدیث عمران بن حصین: "أن النبي ﷺ رأى رجلا في يده حلقة من صفر..."

- واقعہ: نبی ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں پیتل کی حلقہ دیکھی۔ پوچھنے پر اس نے کہا: "یہ واہنہ (بیماری) کی وجہ سے ہے"۔
- نبی ﷺ کا حکم: آپ نے فرمایا: "اسے اُتار دو، یہ تمہیں کمزوری (وَھن) کے سوا کچھ نہیں بڑھائے گی، اگر تم اس کے پہنے ہوئے مر گئے تو کبھی کامیاب نہ ہو گے"۔
- عبرت: نبی ﷺ نے صرف منع نہیں کیا بلکہ تغلیظ فرمائی کہ یہ چیز نفع کی بجائے ضرر (نفسانی کمزوری) کا باعث ہے، اور اس پر مرنا فلاح کو ختم کر دے گا، جو شرک ہونے کی دلیل ہے۔

٣. حدیث عقبہ بن عامر: "من تعلق تميمة؛ فقد أشرك"

- تمیمہ: وہ چیز (جیسے دھاگہ، منکا یا خرز) جو نظرِ بد (عین) سے بچنے کے لیے لٹکائی جائے۔
- حکم: نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے تعویذ لٹکایا، اللہ اسے پورا نہ کرے، اور جس نے ودع (سمندری سیپ) لٹکائی، اللہ اسے سکون نہ دے" اور دوسری روایت میں فرمایا: "جس نے تمیمہ لٹکائی، اس نے شرک کیا"۔
- تنبیہ: یہ حکم ہر اس چیز کے لیے ہے جو بغیر شرعی/قدری دلیل کے نفع و نقصان کا ذریعہ سمجھی جائے۔

٤. فعل حذیفہ رضی اللہ عنہ

- حذیفہ کا عمل: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے ہاتھ میں حمّٰی (بخار) کی وجہ سے بندھا دھاگہ کاٹ دیا اور پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ﴾ ۔

- فقہی دلیل: صحابی نے شرک اکبر کی آیت کو شرک اصغر (بخار کے لیے دھاگہ باندھنا) پر دلیل کے طور پر پیش کیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شرکِ اصغر بھی بڑے گناہوں سے زیادہ سنگین ہے۔

فوائد:

1. توحید کا کمال: توحید کا کمال توکل پر اعتماد میں ہے، اور باطل اسباب (حلقہ، دھاگہ، تمیمہ) کا استعمال اس توکل کے منافی ہے۔
2. شرک کی سنگینی: شرکِ اصغر (باطل اسباب کا اعتقاد) کبائر سے بڑا ہے، کیونکہ اس پر مرنا فلاح کے نہ ہونے کا سبب بن سکتا ہے۔
3. باطل اسباب کا ضرر: یہ چیزیں فائدہ تو نہیں دیتیں، بلکہ نفسانی کمزوری (وہن) کو بڑھاتی ہیں اور اللہ پر اعتماد کو کم کرتی ہیں۔
4. جہالت میں عذر: اگرچہ مسائل میں جہالت کی کچھ صورتوں میں عذر ہوتا ہے، لیکن توحید کے معاملے میں تغلیظ کی گئی ہے، خصوصاً جب منکر سے آگاہ کیا جائے۔
5. کامل توکل کا تقاضا: نبی ﷺ کی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ مسلمان غیر اللہ سے مکمل بے تعلقی رکھے اور صرف اللہ کو ہی کافی سمجھے۔

باب: ما جاء في الرقى والتمائم

یہ باب ان اعمال کے حکم کو بیان کرتا ہے جو شرکِ اصغر کی اقسام ہیں اور توکلِ کامل کے منافی ہیں۔ مصنف نے یہاں حکم میں "شرک" کا لفظ استعمال نہیں کیا کیونکہ رقیہ (دم) کی بعض اقسام شرعاً جائز ہیں۔

۱. قلادہ اور تمیمہ (تعویذ)

اصل حدیث (ابو بشیر انصاریؓ): نبی ﷺ نے ایک قاصد بھیجا کہ "کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا بنا ہوا قلادہ (ہار) یا کوئی بھی قلادہ نہ چھوڑا جائے مگر اسے کاٹ دیا جائے"۔

مختصر شرح:

- حکم: غیر شرعی قلادہ (خصوصاً تانت/وتر کا) جو نظر بد یا بلاء کو دفع کرنے کے لیے لٹکایا جائے، شرک ہے۔

- وجہ: یہ باطل سبب کو اختیار کرنا ہے، کیونکہ اللہ نے اسے نہ شرعی اور نہ قدری (حسی) طور پر سبب بنایا۔ یہ توحیدِ ربوبیت میں اللہ کے حکم میں شراکت ہے۔
- لازمی عمل: حکم دیا گیا کہ اسے کاٹ دیا جائے، جو منکر کو ہاتھ سے بدلنے کا حکم ہے۔

۲. رقیہ (دم)، تمیمہ اور تولہ

اصل حدیث (ابن مسعودؓ): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إن الرقى والتمائم والتولة شرك"۔

مختصر شرح:

1. **الرُّقی (دم):**
   - جائز رقیہ: وہ رقیہ جو کلامِ حق (قرآن و مسنون دعا) سے ہو اور یہ اعتقاد نہ ہو کہ وہ بذاتِ خود مؤثر ہے، بلکہ اللہ کے حکم سے اثر کرتا ہے (جیسے سورۃ الفاتحہ)۔
   - شرکیہ رقیہ: وہ رقیہ جس میں شرک (غیر اللہ سے مدد) یا نامعلوم، غیرمفہوم طلسم ہو، وہ شرک ہے۔
   - استثنا: نبی ﷺ نے آنکھ لگنے (عین) اور زہریلے جانور کے ڈسنے (حُمَة) کے لیے جائز رقیہ کی رخصت دی۔
2. **التمائم (تعویذ):**
   - تعریف: کوئی بھی چیز (جیسے دھاگہ، منکا، یا کاغذ) جو نظرِ بد سے بچنے کے لیے لٹکائی جائے۔
   - حکم: مطلقاً شرک ہے، کیونکہ اس کا نفع و نقصان دینے میں کوئی شرعی یا حسی سبب نہیں ہے۔
   - تمیمہ من القرآن: اگر تعویذ قرآن سے ہو تو سلف میں اختلاف ہے، لیکن ابن مسعود اور احوط قول یہ ہے کہ یہ بھی منع ہے، کیونکہ یہ عام شرکیہ تمائم میں شامل ہو سکتا ہے، قرآن کی بے حرمتی ہوتی ہے، اور مسنون قراءت سے بے رغبتی کا سبب بن سکتا ہے۔
3. **التِّوَلة (تولہ):**
   - تعریف: وہ جادو یا عمل جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ بیوی کو شوہر سے یا شوہر کو بیوی سے محبت دلائے گا۔

- حکم: یہ بھی شرک ہے، کیونکہ یہ محبت جیسے باطنی امر کے لیے ایک باطل اور شیطانی سبب اختیار کرنا ہے۔ (بعض کے نزدیک ڈبلہ (شادی کی انگوٹھی) بھی اسی حکم میں آتی ہے اگر نفع و ضرر کا اعتقاد ہو)۔

۳. تعلق اور وعید

اصل حدیث (عبداللہ بن عکیم): "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**من تعلق شيئاً وُكِلَ إليه**" (جس نے کسی چیز کو لٹکایا (یا اس سے دل لگایا)، اسے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا)"۔

مختصر شرح:

- توکل کا امتحان: یہ حدیث توحید کے کمال کو بیان کرتی ہے؛ جو بندہ غیر اللہ (طاغوت، باطل اسباب) سے دل لگائے گا، اللہ اسے اسی کے حوالے کر دے گا اور اسے خالق کی مدد سے محروم کر دے گا۔
- شرک کی وعید: نبی ﷺ نے تانت لٹکانے والے کے لیے براءت کا اعلان کیا: "**فإن محمدا بريء منه**"۔ یہ انتہائی سخت وعید ہے، جو اس فعل کے کبیرہ ذنوب بلکہ شرک ہونے کی دلیل ہے۔
- مجاہدہ: تمیمہ کو کاٹ کر پھینک دینا ایک عظیم عمل ہے، جس کے بارے میں سعید بن جبیرؒ نے کہا: "وہ ایسا تھا جیسے کسی غلام کو آزاد کر دیا گیا" (یعنی شرک کی غلامی سے آزادی)۔

فوائد:

1. توکلِ کامل: توحید کے کمال کے لیے ضروری ہے کہ انسان ظاہری اور باطنی طور پر اللہ پر کامل توکل کرے اور ان تمام باطل اسباب سے بچے جنہیں اللہ نے نفع و نقصان کا ذریعہ نہیں بنایا۔
2. شرکِ اصغر کی سنگینی: تمائم، تولہ اور غیر شرعی رقیہ شرکِ اصغر ہیں، لیکن ان کی وعید اتنی سخت ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔
3. اسباب میں اعتدال: مسنون اسباب (جیسے جائز رقیہ یا دوا) کو اختیار کرنا جائز ہے، لیکن ان پر قلبی اعتماد اللہ کے بجائے نہیں ہونا چاہیے۔

4. منکر کو ہاتھ سے بدلنا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا دھاگہ کاٹ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اہل علم و طاقت کو شرکیہ منکرات کو ہاتھ سے بدلنا چاہیے۔

باب: من تبرک بشجر أو حجر و نحوھما

یہ باب شرکِ اکبر کی ایک قسم کو بیان کرتا ہے، جو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ کے علاوہ کسی چیز (جیسے درخت، پتھر، یا قبر) میں برکت (کثرتِ خیر) کا اعتقاد رکھے اور اس سے تبرک حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ فعل شرک ہے کیونکہ اس سے توحیدِ ربوبیت میں شریک ٹھہرایا جاتا ہے، اور یہ اللہ کے حق پر حملہ ہے۔

تبرک کی اقسام

تبرک (برکت طلب کرنا) دو قسم کا ہے:

1. تبرک مشروع (صحیح): جو شرعی (جیسے قرآن) یا حسی (جیسے کسی نیک شخص کی دعا) دلیل سے ثابت ہو۔
2. تبرک ممنوع (باطل): جو بغیر کسی شرعی یا حسی دلیل کے ہو (جیسے درخت، پتھر، قبروں کی دیواروں کو چھونا یا بوسہ دینا)۔

قرآن سے استشہاد

آیت: ﴿ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى ﴾[9]

- لات، عزیٰ، منات: یہ عربوں کے تین بڑے بت تھے، جن میں سے اللات اصل میں ایک نیک آدمی تھا جو حجاج کو ستو پلاتا تھا، جس کی وفات کے بعد لوگ اس کی قبر پر عاکف ہو گئے اور اسے پتھر کا صنم بنا لیا۔
- استفہامِ تحقیر: اللہ نے ان بتوں کے بارے میں حقیرانہ انداز میں سوال کیا کہ ان کی کیا حیثیت ہے؟ یہ مجرد نام ہیں جنہیں لوگوں نے ظن اور خواہشات کی بنا پر پکارا ہے (﴿ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ﴾)۔

---

9 ۔ [النجم: ١٩-٢٠]

- نکتہ: اس آیت میں بتوں کی عبادت کا ذکر ہے، اور پتھر یا درختوں سے تبرک شرک ہے کیونکہ اس سے یہ اعتقاد لازم آتا ہے کہ وہ نفع و نقصان دینے یا برکت دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔

حدیث سے استشہاد

حدیث ابی واقد اللیثیؓ(ذات انواط)

واقعہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف نکلے، ہم کفر سے نئے نئے نکلے تھے۔ مشرکوں کے پاس ایک بیری کا درخت تھا جس کے پاس وہ اعتکاف کرتے تھے اور اپنی تلواریں لٹکاتے تھے (اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے)، جسے "ذات انواط" کہا جاتا تھا۔

صحابہ کا مطالبہ: ہم نے نبی ﷺ سے عرض کیا: "یا رسول اللہ! اجعل لنا ذات أنواط کما لھم ذات أنواط"۔ (ہمارے لیے بھی ایک "ذات انواط" مقرر کر دیجیے)۔

نبی ﷺ کا رد: آپ ﷺ نے فرمایا: "**اللہ أکبر! إنھا السنن! لترکبن سنن من کان قبلکم**"۔ (اللہ اکبر! یہ وہی راستے ہیں! تم ضرور پچھلی امتوں کے راستوں پر چلو گے)۔

تعلیل: آپ ﷺ نے ان کے مطالبے کو بنی اسرائیل کے اس قول سے تشبیہ دی جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا: ﴿ **اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ** ﴾۔

فوائد:

1. شرک کی جڑ: تبرک باطل کی طلب کرنا شرکِ اکبر کی جڑ ہے۔ صحابہ نے درخت سے صرف برکت چاہی تھی، عبادت نہیں، لیکن نبی ﷺ نے اسے شرک کے مساوی قرار دیا کیونکہ یہ شرک کا ذریعہ (ذریعہ) ہے۔
2. جہل کا عذر: صحابہ نے نئے مسلمان ہونے کا عذر پیش کیا، لیکن نبی ﷺ نے اسے قبول نہیں کیا، اور ان کے عمل کو جہالت اور اہلِ باطل کی پیروی قرار دیا، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ توحید کے امور میں جہالت کا عذر نہیں چلے گا۔
3. سد الذرائع: نبی ﷺ نے شرک کی طرف لے جانے والے ہر راستے کو بند کر دیا، کیونکہ یہ درخت آگے چل کر ان کے لیے معبود بن سکتا تھا۔